اہلسنت وجماعت کے چند اساسی عقائد وافکار کی حقیقی عکاسی
اور بے لاگ ترجمانی کرنے والی ایک مدلل تحریر دلپذیر

ترجمانِ اہلسنت

از افادات

شیخ فخر الدین محمد عثمان عبدہ البرہانی رضی اللہ عنہ

ترجمہ وترتیب

محمد افروز قادری چریاکوٹی
دلاص یونیورسٹی / جامعۃ المصطفیٰ، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

ناشر: مرکز تحریک برکات امام شافعی، ونی پدار، رائے گڑھ، کوکن۔

علماء اہلسنت کی کتب Pdf فائیل میں فری
حاصل کرنے کے لیئے
ٹیلیگرام چینل لنک
https://t.me/tehqiqat
آرکاریو لنک
https://archive.org/details
/@zohaibhasanattari
بلوگسپوٹ لنک
https://ataunnabi.blogspot
.com/?m=1
طالب دعا۔ زوہیب حسن عطاری

بِأَبِي أنتَ وأمِّي صَلَّى اللهُ عَلَيكَ أيُّهَا النَّبِيُّ الأُمِّيُّ

تفصیلات

کتاب : الجُنّة من الجهل بالسُّنة

ترجمہ : ترجمانِ اہلِ سنت

غرض وغایت : تحفظ وترویجِ اثاثہ علماے اہلِ سنت وجماعت

افادات : شیخ فخر الدین عثمان عبدہ البرہانی رحمہ اللہ ورضی عنہ

مترجم ومرتب : ابو رفقہ محمد افروز قادری چریاکوٹی..............

پروفیسر: دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

پرنسپل: جامعۃ المصطفیٰ، گڈووڈ، کیپ ٹاؤن، ساؤ افریقہ

afrozqadri@gmail.com

تحریک : علامہ مولانا سید رضوان احمد رفاعی ثقافی حفظہ اللہ ورعاہ۔

نظر ثانی : علامہ مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری۔دامت برکاتہم۔

صفحات : ایک سو بیس (۱۲۰)

اشاعت : ۲۰۱۲ء – ۱۴۳۳ھ

تقسیم کار : ادارہ فروغِ اسلام ، چریاکوٹ ، مئو ، انڈیا۔

شرفِ انتساب

ترجمانِ اہلسنّت، محدثِ ناسک

حضرت علامہ مفتی سید عبدالفتاح حسینی گلشن آبادی

کے نام

جو شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا

محدث بریلوی کے عقیدت مندوں میں تھے،

اور اپنے عہد میں مجاہدِ سنّیت کا درجہ رکھتے تھے۔

:- خاکپائے علمائے اہلسنت :-

محمد افروز قادری چریاکوٹی

دو باتیں

عقیدۂ صالحہ ایک مومن کی زندگی کا سب سے قیمتی اَثاثہ ہے جس کی حفاظت بہر قیمت واجب ہے۔ عقیدہ و ایمان میں چونکہ چولی دامن کا رشتہ ہے، اور ایمان کی خیر عقیدے کی خیر سے وابستہ ہے؛ لہٰذا اہل ایمان کے لیے اپنے عقیدے کا تحفظ کتنی اہمیت رکھتا ہے، یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں۔

عالم اِسلام میں بالعموم اور برصغیر ہند و پاک میں بالخصوص مسلکی تنازعات اور باہمی مذہبی منافرت نے مسلمانوں کی اِجتماعی قوت کو جو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا وہ کسی ذی شعور شخص سے مخفی نہیں۔ شومیِ قسمت کہ اُمت جن مسائل میں اُلجھ چکی ہے اُن میں سے بیشتر کا تعلق اِعتقادی اختلافات کے ساتھ ہے؛ اس لیے اس محاذ پر نہایت سنجیدگی اور دیانت سے کام کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اِس کتاب کو تحریر میں لانے کا باعث دراصل یہی اِحساسِ دردمندی بنا ہے۔

یہ کتاب 'الجُنَّة من الجهل بالسُّنة' سمندر در کوزہ کی بہترین مثال ہے۔ اس کے مرکزی موضوعات یہ ہیں: اَوّلیت نور محمدی...... دیدار الٰہی ...... بشریت کا صحیح مفہوم ...... علم غیب مصطفیٰ ...... توسل و اِستغاثہ...... ذات و آثار سے تبرک...... دست ولعاب مصطفیٰ کی برکات ...... ذکر وحلقہ کی شرعی حیثیت ...... اور اُمت محمد یہ سے شرک باللہ کی نفی، وغیرہ۔

ظاہر ہے اتنی ساری جہتوں پر داد تحقیق ایک ضخیم کتاب کا تقاضا کرتی ہے؛ تاہم مؤلف موصوف 'خیر الکلام ماقل ودل' کا دامن پکڑ کر بڑے آبرومندانہ طریقے پر اِس

خار دار وادی کو عبور کر گئے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں اس برق رفتار دور میں دراصل ایسی ہی مختصر و جامع کتابوں کی ضرورت ہے؛ تا کہ کم وقت میں زیادہ اِستفادہ ممکن ہو سکے۔

ہدایت بے شک اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اگر دل' قبولِ ہدایت کی کچھ بھی صلاحیت رکھتے ہوں تو اس تحریر میں اُن کے لیے ہدایتوں کی بہت سی آیات مضمر ہیں؛ ورنہ مہر کردہ دلوں کے لیے تو قرآن کی آیاتِ بینات اور معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ہدایت نشان بھی نا کافی ہے۔

عقائد و افکارِ اہلسنّت چوں کہ ایک نازک موضوع ہے؛ لہٰذا اس پر کام بہت اِحتیاط و سنجیدگی کا تقاضا کرتا ہے۔ اب تک اس موضوع پر چھوٹی بڑی سینکڑوں کامیاب کتابیں لکھی جا چکی ہیں، اور جوں جوں اِعتقادی فضا دھندلاتی جاتی ہے، یہ سلسلہ مزید دراز ہوتا چلا جا رہا ہے، تو یہ کاوش دراصل اُسی اِصلاحِ فکر و اِعتقاد کے سلسلے کی ایک تابناک کڑی ہے۔

جس وقت یہ کتاب ایک صاحبِ خیر کے ذریعہ محبِّ مکرم علامہ رضوان احمد رفاعی -حفظہ اللہ ورعاہ- کے ہاتھ لگی، انھوں نے قطعی فیصلہ کر لیا کہ اس کتاب کی اِشاعت وقت کی اوّلین ضرورت ہے۔ بس اُن کی خواہش کے اِحترام میں جتنا جلدی ہو سکا میں نے اس کتاب کو اُردو کا جامہ پہنا دیا؛ تا کہ یہ زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر جلد عوام و خواص کی میز تک پہنچ جائے، اور وہ پورے یقین و اِعتماد اور حوصلہ و جرأت کے ساتھ اپنے عقائد حقہ پر قائم و دائم رہ سکیں۔

یہ بات یقین کی ہمالیائی قوت کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اہل سنت و جماعت ہی سوادِ اعظم ہے، جس کے سدا حق پر رہنے اور کبھی گم کردۂ راہ نہ ہونے کی بشارت و شہادت زبانِ رسالت نے عطا فرمائی ہے۔ اللہ ہمیں اس پر قیام و دوام بخشے۔

اِرادہ یہ تھا کہ اس کتاب کے ترجمہ و ترتیب کے ساتھ اس کی تخریج و تحقیق بھی کر دی جائے؛ لیکن قلت وقت نے اس کی اجازت نہ دی۔

مصنف نے اِعتقادی پس منظر کے حوالے سے مختصر مگر جاندار تقدیم از خود سپرد قرطاس کردی ہے جس نے اس پر مزید لکھنے سے ہمیں بے نیاز کردیا ہے۔ ہاں! کمپوزنگ کی بے تحاشا اَغلاط نے بعض مقامات کو مغلق اور لاینحل بنا کے رکھ دیا تھا۔ خیر! اللہ اللہ کر کے ان سارے معرکوں سے گزرتے ہوئے یہ کتاب اب آپ کے مطالعے سے گزرنے کے لائق ہوگئی ہے۔

اُمید ہے کہ اس کتاب سے نہ صرف بہت سی غلط فہمیوں کا اِزالہ ہوگا بلکہ عقائد اہلسنّت کا بول بالا اور حاسدین ومعاندین اہلسنّت کا منہ کالا بھی ہوگا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو گم کردہ راہوں کے لیے ہدایت نشان، اور خود مؤلف ومترجم کے لیے باعث غفران بنادے۔ کرم ہوگا اگر اِس کتاب سے اِستفادہ کرتے وقت مصنف و مترجم اور معاونین کو اپنی مخصوص دعاؤں میں یاد کرلیا جائے۔

خداوند قدوس اس حقیر کاوش کو اپنے کریمانہ قبول سے نوازے، اور سرکار کے نعلین پاک کے تصدق ہمیں تا حیات عقائد اہلسنّت وجماعت پر قائم ودائم رکھے۔ آمین بجاو سیدنا ومولانا محمد النبی الامی الامین الحلیم الکریم الرؤف الرحیم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

:- خادم العلم والعلما -:

ابورفقہ محمد افروز قادری چریاکوٹی۔ عفی عنہ

۵؍شوال المکرم ۱۴۳۳ھ، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

فہرست مضامین

تقریظ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ اجمعین ۔

زیرِ نظر رسالہ 'الجنۃ من الجھل بالسنۃ' شیخ فخر الدین عثمان عبدہ البرہانی کا ایک مختصر مگر جامع رسالہ ہے، جس میں موصوف نے عقائد و معمولاتِ اہل سنت پر بڑے دل نشیں پیرایے میں گفتگو کی ہے۔آیات واحادیث سے زیادہ تر دلیلیں لائے ہیں، اپنی طرف سے بحثیں بھی کم کی ہیں۔یہ انداز بڑا پسندیدہ اور مؤثر ہے۔

اس کتاب کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ عالم عرب میں بھی بہت سے علماے اہلسنت تحریری طور پر مسلک اہل سنت وجماعت کی تائید وحمایت میں کام کر رہے ہیں۔چوں کہ نجدی حکومتیں بڑے پیمانے پر پانی کی طرح روپیہ بہا کر اپنے غلط افکار ونظریات کی اشاعت میں لگی ہوئی ہیں؛ اس لیے ہم غرباے اہل سنت حکومتی سطح پر تو اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتے؛ لیکن جس سے جتنا ہو سکے کرتے رہنا چاہیے، کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا رہنا مزید پسپائی کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

ضرورت ہے کہ جس محنت، اخلاص اور لگن سے مصنف نے لکھا اور مترجم نے ترجمہ کیا ہے، اسی جذبے اور حوصلے سے اس کو فروغ ملے؛ تاکہ دوسروں کو عبرت ہو اور اپنوں کو عقیدے میں مزید پختگی ملے، اور یہ منکرین کو جواب دینے کے لیے ہتھیار کا کام دے۔

ضرورت تھی کہ اس کتاب کی مکمل تخریج کی جاتی؛ تاکہ اس کی مؤثریت میں مزید اضافہ ہوتا؛ لیکن اس کی طرف توجہ نہ دی جا سکی۔

ترجمہ سلیس اور عام فہم ہے، اور لفظی کے بجائے محاورے کے مطابق ہے؛ تاکہ عام لوگ بآسانی سمجھ سکیں۔

محمد عبدالمبین نعمانی قادری

۱۸ ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ...... دارالعلوم قادریہ، چریا کوٹ، مئو (یوپی) 276129

تقدیم

الحمد للّٰہ الذي أرسل لنا نبیا ھو النبي الأم لکل الأنبیاء

و کتابا منه کانت کل الکتب التي ھدت السابقین

والصلوٰۃ والسلام علیٰ أشرف المرسلین

سیدنا محمد و آله و صحبه اجمعین ۔

جملہ حمد و ثنا اس اللہ رب العزت کو زیبا ہیں جس نے ہمارے درمیان ایک ایسا غیب داں رسول مبعوث فرمایا جو کل نبیوں کا سر چشمہ ہے ۔ اور ہمیں ایسی کتاب سے معزز فرمایا جس سے نہ صرف سارے آسمانی صحائف کا سوتا پھوٹا ، بلکہ اس سے پہلوں کی رشد و ہدایت کا سامان بھی ہوا۔ صلوٰۃ وسلام کے گجرے نچھاور ہیں اشرف المرسلین سیدنا محمد ﷺ اور آپ کی آل وصحابہ کی بارگاہ عالیہ میں ۔

بعض لوگ یہ عقیدہ جمائے بیٹھے ہیں کہ ہدایت کا انحصار و مدار محض اس بات پر ہے کہ قرآن کی تعلیم کردہ باتوں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتائی ہوئی بعض سنتوں پر عمل پیرا ہولیا جائے ، اور بس ۔ اس لیے کہ (ہمارے اس دور میں بدقسمتی سے) احادیث نبویہ کا حال یہ ہے کہ اہل اسلام -خواہ علما ہوں یا جہلا- حدیثوں کے تعلق سے اپنے ہاتھوں میں ترازو لیے کھڑے ہیں ۔ جیسے ہی آپ نے کسی کے سامنے کہا کہ 'رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا' ، وہ فوراً بول پڑتا ہے کہ 'چوں کہ بہت ساری حدیثیں ضعیف ہیں ؛ اس لیے ہم وثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ اس حدیث کا معیار کیا ہے' ۔

عامۃ الناس تو اس سلسلے میں معذور ہیں کہ آج کل (نشریات و ابلاغیات) اخبار و جرائد ، اور انٹرنیٹ و ٹیلی ویژن کے ذریعہ حدیث نبوی کے تعلق سے ایک خاص فکر عام کی

جا رہی ہے کہ 'یہ حدیث جھوٹی ہے، یہ حدیث موضوع ہے'۔ اور اگر حدیث رسول کا کچھ لحاظ وحیا کیا گیا، اور آداب و احترامِ رسالت آڑے آ گیا تو کم از کم اتنی مہربانی ضرور فرمائیں گے کہ 'یہ حدیث ضعیف' ہے۔

اس سلسلے میں یہ نکتہ بطورِ خاص قابل ذکر ہے کہ ضعف ووضع کا یہ الزام ہر موقع پر استعمال نہیں کیا جاتا؛ بلکہ حدیث کے ایک خاص پہلو ہی کو نشانہ بنایا جاتا ہے، اور وہ ہے شخصیت وفضائل مصطفیٰ کا پہلو، اور مناقب اہل بیت اطہار کا گوشہ۔ (عقیدۂ اہل سنت کے خلاف یہ ایک بہت بڑی سازش ہے)۔ خطرے کی گھنٹی صاف بجتی سنائی دے رہی ہے (مگر ہم اس پر کان دھرنے کے لیے ایک ذرا تیار نہیں!)۔

اور یہیں سے اُن کوربا طنوں کا پول کھل جاتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ دین کی ترتیب یوں رکھی گئی ہے۔ (۱) عقائد (۲) عبادات (۳) معاملات۔ اب جب ہم مسلمانوں کے حالات پر عبوری نظر ڈالتے ہیں تو یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ عبادات ومعاملات کے سلسلے میں اُن کا ایسا کوئی بڑا اِختلاف نہیں جو انجام کار 'فرقہ' کی شکل اختیار کر جائے۔

آج تک آپ نے کبھی یہ نہیں سنا ہوگا کہ کوئی مسلمان عصر کی محض تین ہی رکعتیں مانتا ہے۔ یا فرائض چار یا آٹھ ہیں۔ یوں ہی معاملاتِ خرید وفروخت، ترکہ ومیراث، اور شادی بیاہ کے مسائل کے تعلق سے مسلمانوں میں کبھی کسی بڑے اختلاف نے جنم نہیں لیا۔ تو پھر آخر عقیدہ کے اندر اِختلاف کی یہ گرم بازاری کیوں ہے؟۔

دراصل اس سارے کھیل کا بانی ابلیس لعین ہے؛ کیوں کہ اُسے اس میں زیادہ دلچسپی نہیں کہ وہ اپنا وقت مسلمانوں کے ساتھ گذار کر انھیں شراب نوشی یا زنا کاری کی لعنتوں میں مبتلا کرے، پھر یہ توبہ ورجوع کرلیں، اور اللہ اُن کے گناہوں کو معاف فرمادے۔

(کیوں کہ جب اللہ نے معاف کردیا تو ابلیس کی تو ساری کوششوں پر پانی پھر گیا)؛ اس لیے اس نے عقیدہ برباد کرنے کا منصوبہ گھڑا، جس کا آغاز اس نے اولیاے کرام کی

ذواتِ قدسیہ سے کیا؛ کیوں کہ اہل اسلام کے درمیان یہ وہ ہستیاں ہیں جن کے نقشِ قدم پر چل کر انھیں ہدایت پر استقامت نصیب ہوتی ہے، اوران کی سیرت وکردار سے ان کی زندگیوں میں حرارتِ ایمانی کی لہریں دوڑ جایا کرتی ہیں۔

(جب اس میں اسے کچھ کامیابی ملنی شروع ہوئی) تو پھر ابلیس لعین نے نبی صادق وامین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلق سے شکوک وشبہات کے جال بننے شروع کیے۔کبھی بشریت ونورانیت کا مسئلہ کھڑا کیا،کبھی شفاعت وتوسل سے اُلجھا،اورکبھی آثارِ مقدسہ سے برکت حاصل کرنے کے سلسلے میں تشکیک وتذبذب کوراہ دینا شروع کی۔

(فسادِ عقیدہ کا یہ سیلاب یہیں نہیں رک جاتا) بلکہ اس نے مزید جرأت کا مظاہرہ کیا، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے مسئلہ جسم وجسمانیت میں دسیسہ کاری شروع کردی، پھر اسے ایک مکان میں محدود کردیا، اورانجام کار اُسے عرش پر بٹھادیا-جبکہ اللہ بیشک ان چیزوں سے پاک ومنزہ ہے-(حالات کی اس ستم ظریفی کو دیکھتے ہوئے) سیدی فخر الدین شیخ محمد عثمان عبدہ البرہانی رضی اللہ عنہ نے تصحیح عقائد کا بیڑا اُٹھایا، اوراپنی دوکتابوں 'تبرئۃ الذمۃ' اور 'انتصار اولیاء الرحمٰن' میں اس طرح کے بہت سے مسائل کو بے غبار کرکے رکھ دیا۔

نیز اس سلسلے کے آغاز کا مقصد بس اتنا تھا کہ سنت رسول کی جو قدریں مٹ چکی ہیں یا دم توڑ رہی ہیں اُن کے اِحیا کا بھرپور سامان کیا جائے۔اور رسول وآلِ رسول، صلوٰۃ وسلام اور ذکر اللہ کے سلسلے میں سچے عقیدے کا آفتاب اُجالا جاسکے۔

آج ہم جو کچھ بھی کررہے ہیں وہ بس اُسی اجمال کی تفصیل، یاخلق خدا جن مسائل میں گھری ہے اُن کی تحلیل ہے۔یہ کتاب دراصل اُسی سلسلہ زرّیں کی ایک کڑی ہے جو شیخ موصوف نے سنت خیر الانام علیہ السلام کے اِحیا کے سلسلے میں کی تھی؛ کیوں کہ دین قویم کا قوام کتاب اللہ اورسنت رسول اللہ ہی سے مرکب ہے، اورقرآن تو اَدائے رسول ہی کا نام ہے۔جیسا کہ اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے صفت مصطفیٰ کے بیان میں فرمایا :

كان قرآنا يمشي ...... كان خلقه القرآن ۔

یعنی وہ چلتے پھرتے قرآن تھے......آپ کا اخلاق' قرآن کا آئینہ دار تھا۔

اور سنت' قول و فعل اور اقرار و صفتِ رسول کا نام ہے۔ تو اس طرح سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات کو کتاب و سنت کا حکم سمجھنا چاہیے۔ بالفاظِ دیگر رسول اللہ' دین کا دوسرا نام ہے؛ لہٰذا اگر اُمت اپنے رسول کی معرفت سے بے بہرہ رہی تو وہ کبھی بھی دین کی صحیح معرفت و حقیقت تک نہیں پہنچ سکتی۔

اس کتاب کی جمع و ترتیب میں ہم نے معروف حدیث و تفسیر کی مختلف کتابوں سے مدد لی ہے۔ اور اگر کوئی غیر مشہور حدیث سامنے آئی اور اس کا ماخذ کتب حدیث میں نظر نہ آیا، تو اس کی تصحیح کے لیے ہم نے مشاہیر حفاظِ حدیث مثلاً حافظ عراقی، حافظ بغدادی، حافظ ذہبی، اور حافظ سیوطی علیہم الرحمہ کی طرف مراجعت کی ہے۔

(اس باب میں ہمارے نزدیک قولِ فیصل یہ ہے کہ) حدیث رسول وہی ہے جو کتاب اللہ کے مضمون سے ہم آہنگ ہو؛ خواہ جملہ علماے حدیث اس کے ضعف کا قول کریں۔ اور ہمارے نزدیک وہ حدیث ہی نہیں جو کتاب اللہ کے مخالف ہو؛ خواہ اصحاب صحاح و سنن و مسانید کے نزدیک وہ مرتبہ صحت پر فائز ہو۔

عسى الله أن يحبوا الأحبة حجة

بها تثبت الأقدام حيث المزالق

یعنی خدا کرے کہ دوستوں کو یہ انداز حجت راس آئے؛ کیوں کہ اس کے ذریعہ کڑے وقتوں میں ثباتِ قدمی نصیب ہوتی ہے۔

کفش بردارانِ 'محمد عثمان عبدہ البرہانی'

۹/۹/۱۹۹۹ء......طریقہ برہانیہ دسوقیہ شاذلیہ

-مترجم: محمد افروز قادری چریاکوٹی-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر صفت سے پاک-اللہ سبحانہ وتعالیٰ-

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مشرکین نے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ اے محمد ﷺ! ہم سے ذرا اپنے رب کا وصف بیان کرنا؛ تو اس موقع پر سورۂ اخلاص ''قل ھو اللہ احد'' نازل ہوئی۔ [رواہ احمد]

حضرات ابی بن کعب اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اللّٰہ احتجب عن البصائر کما احتجب عن الأبصار وإن الملأ الأعلیٰ یطلبونه کما تطلبونه ۔

یعنی اللہ تعالیٰ حواس وشعور سے بھی اسی طرح پوشیدہ ہے جس طرح نگاہوں سے اوجھل۔ اور ملأ اعلیٰ بھی اس کے دیدار کے ایسے ہی مشتاق وتمنائی ہیں جیسے تم۔ [رواہ احمد-ترمذی]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تفکروا في الخلق ولا تفکروا في الخالق؛ فإنه لا تحیط به الفکرة ۔

یعنی لوگو! خلق خدا کے اندر غور وفکر کرو، خالق کی فکر میں مت پڑو، وہ تمہاری فکر وسمجھ سے بہت بالاتر ہے۔ [رواہ أحمد]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تفکروا في خلق اللّٰه ولا تفکروا في اللّٰه .

یعنی مخلوقاتِ الٰہیہ کے بارے میں غور وخوض کرو، اللہ کی ذات میں سوچ بچار نہ کرو۔ [ابونعیم]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

تفکروا في الخلق ولا تفکروا في الخالق فإنکم لن تقدرون قدره .

یعنی مخلوق کے بارے میں غور وفکر کرو، خالق کے متعلق غور وفکر نہ کرو؛ کیوں کہ تمہیں اس کی قدر ومنزلت کی معرفت نہیں۔ [ابونعیم]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أقرب ما یکون العبد من ربه وهو ساجد .

یعنی بندہ سجدے کی حالت میں اپنے رب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

[مسلم]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ سات آسمانوں اور سات زمینوں کا وصف بیان کرنے کے بعد فرمایا :

والذي نفس محمد بیده لو تدلیتم (۱) بحبل لوجدتم اللّٰه عزوجل، ثم قرأ (هو الأول والأخر والظاهر والباطن وهو بکل شيئ علیم) .

(۱) اس حدیث کے درمیانی فقرے جامع ترمذی کے اندر ذرا سے مختلف آئے ہیں: ..... لو انکم دلیتم بحبل الی الأرض السفلیٰ لهبط علی اللّٰه عزوجل، ثم قرأ.... مذکورہ ترجمہ اسی حدیث کی مناسبت سے کیا گیا ہے۔ اور اہل علم نے اس حدیث کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ وہ رسی اللہ کے علم، قدرت اور سلطنت پر گرے گی؛ کیوں کہ اس کا علم، قدرت اور سلطنت ہر جگہ ہے۔ اور اس نے عرش اعظم کو اپنی جلی گاہ بنایا، اور وہاں سے احکام نافذ فرمائے۔ اللہ ورسولہ اعلم -چریاکوٹی-

یعنی اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد کی جان ہے، اگر تم سب سے نچلی زمین کی طرف ایک رسی لٹکاؤ تو وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وہی اول وہی آخر وہی ظاہر اور وہی باطن ہے، اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔ [ترمذی]

حضرت عمران بن حصین سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

كان اللّٰه ولا شيئ معه، حجابه النور لو كشفه لأحرق سبحات وجهه ما انتهى إليه بصره (من خلقه) ۔

یعنی صرف اللہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی اور شے نہ تھی۔ اس کی ذات کو ایک نور نے حجاب میں لیا ہوا ہے، اگر اس حجاب کو اُٹھا دیا جائے تو اس کی ذات کی شعاعیں منتہائے بصر تک تمام مخلوق کو جلا دیں گی۔ [بخاری]

نورِ مصطفٰے کی اوّلیت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ دریافت کیا کہ 'سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا فرمایا'۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا :

هو نور نبيك يا جابر خلقه اللّٰه، ثم خلق منه كل خير، وحين خلقه اللّٰه اقامه مقام القرب إثنى عشر ألف سنة، ثم جعله أربعة أقسام فخلق العرش من قسم والكرسي من قسم وحملة العرش من قسم، و أقام القسم الرابع في مقام الحب إثنى عشر ألف سنة، ثم جعله أربعة أقسام فخلق القلم من

قسم واللوح من قسم والجنة من قسم، وأقام القسم الرابع في مقام الخوف إثني عشر ألف سنة، ثم جعله أربعة أقسام فخلق الملائكة من قسم والشمس من قسم والكواكب من قسم، وأقام القسم الرابع في مقام الرجاء إثني عشر ألف سنة، ثم جعله أربعة أقسام فخلق العقل من قسم والعلم والحلم من قسم والعصمة والتوفيق من قسم وأقام القسم الرابع في مقام الحياء إثني عشر ألف سنة، ثم نظر إليه فترشح النور فقطرت منه مائة ألف قطرة وعشرون ألفا وأربعة آلاف قطرة، فخلق الله من كل قطرة روح نبي أو رسول، ثم تنفست أرواح الأنبياء والرسل، فخلق الله من أنفاسهم نور أرواح الأولياء والسعداء والشهداء والمطيعين من المؤمنين إلى يوم القيامة، فالعرش والكرسي من نوري، والكروبيين من نوري، والروحانيون من نوري، والجنة وما فيها من نعيم من نوري، والشمس والكواكب من نوري، والسعداء والصالحون نتائج نوري، ثم خلق الله آدم من الأرض وركب فيه النور وهو الجزء الرابع، ثم انتقل منه إلى شيث، وكان ينتقل من طاهر إلى طيب إلى أن وصل إلى صلب عبد الله بن عبد المطلب ومنه إلى وجه أمي آمنة، ثم أخرجني إلى الدنيا فجعلني سيد المرسلين وخاتم النبيين ورحمة للعالمين وقائد الغر المحجلين، هكذا بدأ خلق نبيک يا جابر! .

[أخرجه البيهقي وصححه الحافظ الذهبي. مسند الإمام أحمد وصححه الحافظ العراقي. مخطوط الترمذي السنن. مسند جنة

الخلد عبد الرزاق بن عمر . السيرة الحلبية برهان الدين الحلبي.
الذكرة محمد بن اسحق بن نديم]

یعنی اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔ پھر اس میں ہر خیر کو پیدا کیا، (اور ہر شے کو اس کے بعد پیدا کیا)۔ اور جب اس نور کو پیدا کیا تو اسے اپنے مقامِ قرب میں بارہ ہزار سال قائم کیا، پھر اسے چار قسمیں بنایا، تو ایک قسم سے عرش کو پیدا کیا، ایک قسم سے کرسی کو بنایا، اور ایک قسم سے عرش کے حاملین (اور کرسی کے خازنوں) کو پیدا کیا۔

پھر چوتھی قسم کو مقامِ محبت میں بارہ ہزار سال رکھا، پھر اسے چار حصے کیا۔ ایک قسم سے قلم کو، ایک سے لوح کو اور ایک قسم سے جنت کو پیدا کیا۔

پھر چوتھی قسم کو مقامِ خوف میں بارہ ہزار سال رکھا، اور اسے چار حصے کیا، ایک حصے سے فرشتوں کو، ایک سے سورج کو اور ایک حصے سے چاند اور ستاروں کو پیدا کیا۔

پھر چوتھے حصے کو مقامِ رجا میں بارہ ہزار سال رکھا، پھر اسے چار حصے کیا، ایک سے عقل، ایک سے علم وحکمت، اور ایک سے عصمت وتوفیق کو پیدا کیا۔

پھر چوتھے جز کو بارہ ہزار سال مقامِ حیا میں قائم کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف نظر فرمائی تو اس نور کو پسینہ آ گیا، اور اس سے نور کے ایک لاکھ چوبیس ہزار قطرے ٹپکے، اللہ تعالیٰ نے ہر قطرے سے کسی نبی ورسول کی روح کو پیدا فرمایا۔

پھر انبیائے کرام کی روحوں نے سانس لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی سانسوں سے قیامت تک ہونے والے اولیا، شہدا، اربابِ سعادت اور اصحابِ اطاعت کو پیدا فرمایا۔

تو عرش اور کرسی میرے نور سے، کرّ وبیاں میرے نور سے، فرشتے اور اصحابِ روحانیت میرے نور سے، جنت اور اس کی نعمتیں میرے نور سے، ساتوں آسمانوں

کے فرشتے میرے نور سے، سورج، چاند اور ستارے میرے نور سے، عقل وتوفیق میرے نور سے، رسولوں اور انبیا کی روحیں میرے نور سے، شہدا وسعدا اور صالحین میرے نور کے ذریعہ پیدا ہوئے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے زمین سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، تو وہ نور ان کی پیشانی میں رکھ دیا، ان سے وہ نور حضرت شیث علیہ السلام کی طرف منتقل ہوا، وہ نور طاہر سے طیب کی طرف اور طیب سے طاہر کی طرف منتقل ہوتا رہا؛ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب کی پشت تک پہنچا دیا، اور وہاں سے میری والدہ حضرت آمنہ بنت وہب کے رحم کی طرف منتقل کیا، پھر مجھے اس دنیا میں جلوہ گر کیا، اور مجھے رسولوں کا سردار، انبیا کا خاتم، تمام جہانوں کے لیے رحمت مجسم اور روشن اعضاے وضو والوں کا قائد بنایا۔ اے جابر! اس طرح تیرے نبی کی ابتدا تھی۔(۱)

(۱) امام الحجہ، رحلۃ المحدثین شیخ اسماعیل بن محمد عجلونی (۱۱۶۲ھ) نے اسے کشف الخفا میں ذکر کیا ہے کہ یہ حدیث شیخ عبد الرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا۔ اس کے علاوہ امام عجلونی نے اسے اپنی کتاب 'عقد الجوہر الثمین فی اربعین حدیثا من احادیث سید المرسلین' میں بھی درج کیا ہے۔ امام عجلونی نے اس اربعین کی ترتیب (تحصیل سند حدیث کی غرض سے) یوں رکھی ہے کہ چالیس مشہور کتب احادیث کی سب سے پہلی حدیث اس میں نقل فرمائی ہے، جس کی انیسویں حدیث مصنف عبد الرزاق صنعانی کے حوالے سے 'حدیث نور' ذکر کی ہے۔ اب اگر اس حدیث کے تعلق سے امام عجلونی جیسے امام الحجہ کو اگر کچھ شبہہ ہوتا تو کم ازکم ایسی بابرکت کتاب میں اس کے ذکر سے احتراز کرتے کہ جس کی قراءت وسماع سے ہزاروں لاکھوں نے سند حدیث پائی، اور پا رہے ہیں۔ (گزشتہ ہفتہ شیخ محمد بن یحییٰ بن محمد الحسینی العیدوی الحلبی الشافعی کے دست ناچیز بھی اس کی قراءت وسماعت کی اجازت سے مشرف ہوا)۔ نیز فضیلۃ الدکتور عیسیٰ بن عبد اللہ بن مانع حمیری نے اس حدیث کی تحقیق بلیغ فرمائی ہے، اور الجزء المفقود من المصنف......الاغلاق علی المحرضین علی الجزء المفقود من مصنف عبد الرزاق......اور نور البدایات وختم النہایات میں اس مظلوم حدیث کی داستان خونچکاں کھول کے رکھ دی ہے۔ نیز اس سے بھی قبل محقق بے بدل شیخ عبد القادر الارناؤط اس تعلق سے دلچسپ حقائق آشکار کر چکے ہیں۔ -چڑیاکوٹی-

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

كنت نورا بين يدي ربي قبل آدم بأربعة عشر ألف عام .

یعنی میں آدم (علیہ السلام) سے چودہ ہزار سال قبل اپنے رب کے سامنے نور (کی شکل میں موجود) تھا۔ [رواہ احمد وصحیحہ ابن حجر عسقلانی]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو نبوت کب ملی؟ تو آپ نے فرمایا :

وآدم بين الروح والجسد .

یعنی (اس وقت کہ) آدم (علیہ الصلوۃ و السلام) ابھی روح وجسد کے درمیان تھے۔

[ترمذی]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كنت أوّل النبيين في الخلق وآخرهم في البعث فبدأ بي قبلهم .

یعنی میں تخلیق کے اعتبار سے سلسلہ انبیا میں سب سے پہلا اور بعثت کے اعتبار سے سب سے آخری ہوں، تو مجھ سے پہلوں کا آغاز دراصل مجھی سے ہے۔ [ابو نعیم - ابن ابی حاتم]

حضرت میسرہ الفجر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کب سے نبی ہیں؟ فرمایا: (اس وقت سے) کہ آدم ابھی روح وجسد کے درمیان تھے۔ [احمد، تاریخ بخاری، طبرانی، حاکم، بیہقی]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یارسول اللہ! آپ کو اپنے نبی ہونے کا علم کب ہوا؟ فرمایا: اُسی وقت کہ آدم ابھی روح وجسد کے درمیان تھے (یعنی ابھی ان کی تخلیق بھی نہ ہوئی تھی)۔ [بزار، طبرانی، ابونعیم]

حضرت میسرہ الفجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ عرض کیا: یارسول اللہ! سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا کیا؟۔ فرمایا:

أول ما خلق اللّٰه روحي و أول ما خلق اللّٰه نوري، و أول ما خلق اللّٰه العقل، و أول ما خلق اللّٰه القلم، فأول ما خلق اللّٰه نور نبيك.

یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح کو پیدا فرمایا۔ نیز سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو تخلیق فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عقل کو بنایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا۔ تو (اس طرح) اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔ [احمد، جمع الفوائد، فیض الوہاب]

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں کمرے میں بیٹھ کر کچھ سِل رہی تھی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعلین شریفین کا تسمہ باندھ رہے تھے۔ کیا دیکھتی ہوں کہ آپ کی جبین مبارک عرق آلود ہے اور اس سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں، یہ منظر دیکھ کر کچھ دیر کے لیے میں ورطۂ حیرت میں آ گئی۔

مصطفےٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے اِستعجاب کو دیکھ کر فرمایا: عائشہ! کس چیز نے تمہیں محو حیرت کر رکھا ہے؟۔

میں نے عرض کی: آپ کی پیشانی مبارک عرق آلود ہے، اور پسینہ مبارک سے نور کے بقعے پھوٹ رہے ہیں۔ کاش! آج آپ کو ابو کبیر ہزلی دیکھ لیتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اُس کے اِس شعر کے بجا طور پر حقدار آپ ہی ہیں۔

وإذا نظرت إلى أسرة وجهه
برقت بروق العارض المتهلل

یعنی جب میں نے اس کے رخِ روشن کو دیکھا تو اس کے رخساروں کی روشنی یوں چمکی جیسے برستے بادل میں بجلی کوند جائے۔

یہ سن کر آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوگئے، اور ہاتھ کی چیز نیچے رکھ کر میرے قریب ہوگئے، اور میری آنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر فرمایا:

جزاک اللّٰہ یا عائشة خیراً فما أذکر أني سررت کسروري بکلامک.

یعنی اللہ تمہیں جزائے خیر دے، آج تمہاری بات سن کر مجھے جتنی خوشی ہوئی، یاد نہیں آتا کبھی میں اتنا خوش ہوا ہوں۔ [خطیب، ابن عساکر، ابونعیم من روایۃ البخاری وصححہ الحافظ البغدادی والحافظ السیوطی]

حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ چاند وسورج کی روشنی میں کبھی مصطفٰے جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہیں دیکھنے میں آیا۔ [ترمذی]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إن رب العزة خاطبه فقال: لولاک لولاک ما خلقت الأفلاک.

یعنی اللہ رب العزت نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا: اگر آپ کو بھیجنا نہ ہوتا، اور آپ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں (زمین و) آسمان (کی یہ کہکشائیں) نہ سجاتا۔

[احمد]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ارشاد فرمایا :

لما خلق الله آدم أراه بنيه، فجعل يرى فضائل بعضهم علىٰ بعض، فرأى نورا ساطعا في أسفلهم فقال يا رب من هٰذا؟ قال: هٰذا ابنک أحمد وهو أول وهو آخر، وهو أول شافع.

یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کرنے کے بعد اُن کی اولاد دکھائی۔ تو وہ بعض انبیاے کرام کے بعض فضائل دیکھنے لگے، انھیں اُن کے آخر سے ایک نور اُبھرتا ہوا دکھائی دیا۔ انھوں نے عرض کیا:: اے میرے رب یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ تمہارا بیٹا اَحمد ہے۔ وہ اوّل بھی ہے، آخر بھی، اور سب سے پہلے شفاعت کرنے والا بھی۔ [بیہقی، ابن عساکر]

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے میری والدہ نے ایک مرتبہ ذکر کیا کہ وہ رسول اللہ کی پیدائش کے وقت وہاں موجود تھیں۔ یکایک گھر کا ہر ہر گوشہ نور سے معمور ہوگیا، جدھر نگاہ اُٹھتی روشنی ہی روشنی دکھائی پڑتی۔ یہ دراصل صدقہ تھا اُس مولودِ سعید کا جسے آمنہ نے جنا تھا، جس کی برکت سے مکان نور نور ہوگیا تھا، اور نور کے سوا کچھ نظر ہی نہ آتا تھا۔ [بیہقی، طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر]

حضرت بریدہ حلیمہ سعدیہ کے حوالے سے بیان کرتی ہیں کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ وِلادت کے وقت میں نے کیا دیکھا کہ جیسے میرے اندر سے نور کا ایک بقعہ ظاہر ہوا جس سے اطراف واکناف روشن ہوگئے؛ حتیٰ کہ اس روشنی میں میں نے شام کے محلات بھی دیکھ لیے۔ [ابن سعد، ابونعیم]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اگلے دندانِ مبارک کچھ کشادہ تھے (یعنی اس میں کسی قدر ریخیں تھیں، گنجان نہ تھے) جب گفتگو فرماتے تو دانتوں کے درمیان سے ایک نور سا ظاہر ہوتا۔ [دارمی، ترمذی،

بیہقی، طبرانی]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں سحری کے وقت سلائی کر رہی تھی کہ اچانک سوئی میرے ہاتھ سے گر گئی۔ میں نے بہت تلاشا؛ مگر وہ نہ ملی۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف لے آئے، آپ کے چہرۂ اقدس سے ایسی روشنی پھوٹی کہ میری گمشدہ سوئی مل گئی۔

چنانچہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساری صورتِ حال بتا دی۔ تو آپ نے سماعت کر کے فرمایا:

الويل ثم الويل ثلاثا لمن حرم النظر إلى وجهي .

یعنی نامراد ہوا وہ۔ یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ جس کے اوپر میرا چہرہ دیکھنا حرام قرار دیا گیا ہے۔ [ابن عساکر]

دیدار الٰہی اور تکلم باری

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إنـي قمت من اللّيل فتوضأت وصليت ما قدر لي فنعست في صلاتي حتى استثقلت فإذا أنا بربي في أحسن صورة، فقال يا محمد، قلت لبيك ربي ......

یعنی میں قیام اللیل کے لئے اُٹھا، اور وضو کر کے حسب قدرت نماز ادا کی، پھر کیا ہوا کہ نماز ہی میں مجھے اونگھ نے آلیا، اور طبیعت پر کچھ گرانی گزری۔ اتنے میں میں اپنے پروردگار کو حسین ترین صورت میں دیکھتا ہوں، اور وہ کہہ رہا ہے: اے

محمد! تو جواب میں میں نے کہا: لبیک میرے رب۔ [احمد، ترمذی]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت کریمہ 'مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ 'محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا'۔ [ابن کثیر، ابن جریر، ترمذی، بغوی]

حضرت عباد بن منصور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ 'مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى' کی تفسیر پوچھی، تو آپ نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو میں تم سے یہ کہوں کہ 'انھوں نے دیکھا' تو ہاں، سن لو کہ 'انھوں نے دیکھا' پھر 'انھوں نے دیکھا'، اس طرح جب تک سانس چلتی رہی، فرماتے رہے۔ [ابن جریر طبری]

حضرت عباس بن مرداس سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دعوت اللّٰه يوم عرفة أن يغفر لأمتي ذنوبها فأجابني أن قد غفرت إلا ذنوبها بينها وبين خلقي، فأعدت الدعاء يومئذ فلم أجب بشيئ، فلما كان غداة المزدلفة قلت يارب! إنك قادر أن تعوض المظلوم من ظلامته وتغفر لهٰذا الظالم؟ فأجابني قد غفرت .

یعنی میں نے عرفہ کے دن اللہ کی بارگاہ میں اپنی اُمت کے گناہوں کی بخشش کی دعا کی، تو جواب ملا کہ میں نے اسے بخشا بجز اُن گناہوں کے جو اُس کے اور میری مخلوق کے درمیان ہے۔ چنانچہ اسی دن میں نے دوبارہ یہی دعا کی؛ مگر کوئی جواب نہ ملا۔ پھر مزدلفہ کی صبح میں میں نے عرض کی: اے پروردگار! بے شک تو اس بات پر قادر ہے کہ مظلوم کو اُس کا بدلہ دلوائے اور ظالم کو بھی بخش دے۔

چنانچہ جواب آیا کہ ٹھیک ہے، میں نے اسے معاف کیا۔ [ابن جریر، السیوطی]

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یقیناً اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔ [بزار]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فتح لي باب من أبواب السماء فرأيت النور الأعظم ۔

یعنی میرے لیے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا گیا تو میں نے (اپنی آنکھوں سے) نورِ اعظم کو دیکھا۔ [ابن سعد، بیہقی، ابن عساکر]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کا دو مرتبہ دیدار کیا۔ ایک بار سر کی آنکھوں سے اور ایک مرتبہ دل کی آنکھوں سے۔ [طبرانی]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صفتِ خُلّت سے سرفراز کیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لذتِ کلام سے ممتاز کیا اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیدار کی دولت سے بہرہ یاب فرمایا۔ [بیہقی]

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے؟ فرمایا: میں نے (خالق) نور دیکھا ہے، اور میں نے اس کو جہاں سے بھی دیکھا وہ نور ہی نور ہے۔ [مسلم]

حضرت اَسما بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کی توصیف کرتے سنا تو پوچھا کہ یارسول اللہ! آپ نے اس کے پاس کیا دیکھا؟ فرمایا: میں نے اُس کے پاس دیکھا یعنی اس کے رب

کا دیدار کیا۔ [ابن مردویہ]

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار و کلام کو حضرات محمد و موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے درمیان دو حصوں میں تقسیم فرمایا، اور وہ یوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے دو بار دیکھا اور موسیٰ علیہ السلام نے اُس سے دو بار گفتگو فرمائی۔ [حاکم]

میں تم میں سے کسی کے مثل نہیں

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جس وقت آپ کو نبوت ملی، تو آپ کو کیسے پتہ چلا کہ آپ نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا:

يا أبا ذر أتاني ملكان وأنا ببعض بطحاء مكة ، فوقع أحدهما إلى الأرض وكان الآخر بين السماء والأرض، فقال أحدهما لصاحبه : أهو هو؟ قال : نعم قال : فزنه برجل فوزنت به فوزنته ، ثم قال : زنه بعشر فوزنت بهم فرجحتهم ، ثم قال : زنه بمائة فوزنت بهم فرجحتهم ، ثم قال : زنه بألف فوزنت بهم فرجحتهم ، كأني أنظر إليهم ينتشرون علي من خفة الميزان ، قال: فقال أحدهما لصاحبه : لو وزنته بأمته لرجحها ۔

یعنی اے ابو ذر! میں مکہ کے کسی نالے پر تھا، میرے پاس دو فرشتے آئے، ان میں سے ایک زمین پر آیا اور دوسرا آسمان اور زمین کے درمیان تھا، ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: کیا یہ وہی ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں۔

اس نے کہا: اسے ایک آدمی کے ساتھ تولو۔ چنانچہ میں اس کے ساتھ تولا گیا تو میں وزنی ہو گیا۔ پھر اس نے کہا: اس کا دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو۔ جب

میرا اُن سے وزن کیا گیا تو میں اُن سے وزنی ہوگیا۔ پھر اس نے کہا: اسے سو آدمیوں کے ساتھ تولو۔ میں ان کے ساتھ تولا گیا تو ان سے بھی جھک گیا۔ پھر اس نے کہا: اسے ہزار آدمیوں کے ساتھ تولو۔ میں ان کے ساتھ تولا گیا تو ان سے بھی جھک گیا؛ گویا کہ میں انھیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ ترازو کے ہلکا ہونے کی وجہ سے مجھ پر گر رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا: پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: اگر اس کی پوری اُمت سے اُس کا وزن کیا جاتا تو یقیناً یہ اُس پر بھی بھاری ہو جاتا۔

[حاکم، ابن عساکر، ابن حبان، دارمی، ابونعیم]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إنما أنا رحمة مهداة.

یعنی (اے لوگو!) میں خالص رحمت ہوں جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے بطور تحفہ بھیجا ہے۔ [بیہقی، دارمی]

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

صلاة الرجل قاعدا نصف الصلاة قال فأتيته فوجدته يصلي جالسا فوضعت يدي على رأسه فقال ما لك يا عبد الله بن عمرو، قلت حُدِّثتُ يا رسول الله أنك قلت صلاة الرجل قاعدا على نصف الصلاة وأنت تصلي قاعدا، قال اجل ولكني لست كأحد منكم.

یعنی بیٹھ کر نماز پڑھنے کا آدھا اجر ہوتا ہے۔ ایک دن میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ میں نے اپنا ہاتھ آپ کے

سرِ اقدس پر رکھا۔ آپ نے فرمایا: اے عبد اللہ بن عمرو! کیا بات ہے؟۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے کا آدھا اجر ہوتا ہے؛ حالانکہ آپ خود بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! لیکن میں تم جیسا نہیں ہوں!۔ [مسلم]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صومِ وصال (یعنی لگاتار روزہ رکھنے) سے منع فرمایا۔ ایک شخص نے عرض کی کہ یارسول اللہ! لیکن آپ تو صومِ وصال پر عمل فرماتے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا:

وأيكم مثلي إني أبيت يطعمني ربي ويسقيني .

یعنی تم میں میری طرح کون ہے، میں رات گزارتا ہوں اس حال میں کہ مجھے میرا رب مجھے کھلاتا اور مجھے پلاتا ہے!۔ [متفق علیہ]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی۔ پچھلی صف میں موجود ایک شخص نے کچھ نازیبا حرکت کی۔ سلام پھیرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو بلا کر فرمایا:

الا تتقي الله الا ترى كيف تصلي،إنكم ترون إنه يخفى على شيء مما تصنعون، والله أني لأرىٰ من خلفي كما أرى من بين يدي .

یعنی اے فلاں! کیا تمہیں اللہ کا کچھ ڈر نہیں، تمہیں سوجھتا نہیں کہ تم نے کس طرح نماز ادا کی۔ تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ پیچھے تم لوگ جو حرکتیں کرتے ہو میں اُن پر آگاہ نہیں۔ خدا کی قسم! میں اپنے پیچھے بھی ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے اپنے آگے۔

[احمد]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز کھڑی ہو جانے کے بعد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چہرۂ نبوت ہماری طرف کر کے متوجہ ہوئے اور فرمایا :

أقيموا صفوفكم وتراصوا فإني أراكم من وراء ظهري ۔

یعنی اپنی صفوں کے سیدھی اور گتھی ہونے کا خیال رکھو؛ کیوں کہ میں تمہیں اپنی پشت پیچھے سے دیکھ رہا ہوتا ہوں ۔ [بخاری ومسلم]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

إني أرى ما لا ترون وأسمع ما لا تسمعون أطت السماء وحق لها أن تئط ما فيها موضع أربع أصابع إلا وملك واضع جبهته ساجدا لله والله لو تعلمون ما أعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا وما تلذذتم بالنساء على الفرشات ولخرجتم إلى الصعدات تجأرون إلى الله ۔

یعنی میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے، اور میں وہ باتیں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے ۔ آسمان چرچرایا اور اس کا چرچرانا حق ہے ۔ اس میں چار انگل جگہ بھی ایسی نہیں جہاں فرشتے اپنی پیشانی رکھے اللہ تعالیٰ کے لیے سربسجود نہ ہوں ۔ اللہ کی قسم! جو کچھ مجھے معلوم ہے، اگر تم جان لیتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے، اور بستروں پر عورتوں سے لذت نہ حاصل کرتے ۔ جنگلوں کی طرف نکل جاتے اور اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے ۔ [احمد، ترمذی، ابن ماجہ]

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

من رآني فقد رأ الحق ۔

یعنی جس نے مجھے دیکھا اس نے واقعتاً مجھی کو دیکھا ۔ [بخاری ومسلم]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ارشاد فرمایا :

من رآني في المنام فسيراني في اليقظة ولا يتمثل الشيطان بي .

یعنی جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری کی حالت میں بھی دیکھے گا، اور شیطان کبھی میری شکل نہیں اختیار کر (کے نہیں آ) سکتا۔ [متفق علیہ]

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

أكثروا الصلوٰة عليَّ يوم الجمعة فإنه مشهود يشهده الملائكة وإن أحدا لم يصل علي إلا عرضت علي صلاته حتىٰ يفرغ منها، قال قلت وبعد الموت؟ قال ان اللّٰه حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء، فنبي اللّٰه حيٌّ يرزق .

یعنی جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو؛ کیوں کہ اسے فرشتے میرے پاس پیش کرتے ہیں۔ جب تک آدمی پڑھتا رہتا ہے وہ پیش کرتے رہتے ہیں۔ میں نے عرض کی: کیا وفات کے بعد بھی؟۔ آپ نے فرمایا: ہاں! وفات کے بعد بھی۔ اللہ تعالیٰ نے انبیا کے اَجسام کو مٹی پر حرام فرمادیا ہے۔ تو اللہ کے نبی زندہ رہتے ہیں، انھیں رزق دیا جاتا ہے۔ [ابوداؤد و نسائی، ابن ماجہ]

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ 'حضور تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندھیرے میں بھی ایسے ہی دیکھتے تھے جیسے روشنی میں'۔ [بیہقی، ابن عساکر]

نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے اندھیرے میں بھی یوں ہی ملاحظہ فرماتے تھے جس طرح دن کے اُجالے میں۔ [بیہقی]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

هل ترون قبلتي ههنا فوالله ما يخفى عليَّ ركوعكم ولا سجودكم إني لأراكم من وراء ظهري .

یعنی تم کیا یہی دیکھتے ہو کہ میرا منہ ادھر ہے۔ خدا کی قسم! مجھ پر نہ تمہارا خشوع وخضوع پوشیدہ ہے، اور نہ تمہارے رکوع۔ میں یقیناً تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ [بخاری ومسلم]

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آپ نماز وتر پڑھنے سے پہلے ہی سونے جا رہے ہیں؟۔ آپ نے فرمایا :

يا عائشة! إن عيني تنامان ولا ينام قلبي .

یعنی اے عائشہ! بے شک میری آنکھیں تو سوتی ہیں؛ لیکن دل جاگتا رہتا ہے۔ [بخاری ومسلم]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار اقدس علیہ السلام نے فرمایا :

اللّٰهم إني أتخذ عندك عهدا لن تخلفنيه فإنما أنا بشر فأي المؤمنين آذيته شتمته لعنته جلدته فاجعلها له صلاة وزكوٰة وقربة تقربه بها إلى يوم القيامة .

یعنی اے اللہ! میں تجھ سے عہد کرتا ہوں اور تو عہد کے خلاف نہیں کرتا۔ میں بھی ایک بشر ہوں، سو میں جس شخص کو اذیت دوں، اس کو شتم کروں، اس پر لعن کروں، یا اس کو کوڑے ماروں، تو اس اذیت وغیرہ کو اس شخص کے لیے رحمت، پاکیزگی اور ایسا درجۂ قرب بنادے کہ وہ قیامت کے دن تیرے قریب ہو۔ [متفق علیہ]

(یہ محسن کائنات ﷺ نے بطورِ تواضع اور اُمت کی تعلیم کے لیے فرمایا ہے)

رب ہے مُعطی یہ ہیں قاسم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ کا حکم فرمایا، تو بتایا گیا کہ ابن جمیل، خالد بن ولید اور عباس بن عبدالمطلب نے نہیں دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

ما ينقم ابن جميل إلا أنه كان فقيرا فأغناه الله ورسوله وأما خالد فإنكم تظلمون خالدا قد احتبس أدراعه وأعتاده في سبيل الله، وأما العباس فهي علي ومثلها معها ثم قال يا عمر أما شعرت أن عم الرجل صنو أبيه .

یعنی ابن جمیل کو تو یہی برا لگا کہ وہ تنگ دست تھا تو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے اُسے غنی کر دیا۔ رہے خالد تو تم اُن کے ساتھ زیادتی کرتے ہو؛ کیوں کہ انھوں نے تو اپنی زرہیں اور ہتھیار تک اللہ کی راہ میں وقف کر دیے ہیں۔ رہی بات عباس کی تو جتنی زکوٰۃ اُن پر واجب ہے، اس سے دوگنی میں ادا کروں گا۔ پھر فرمایا: اے عمر! کیا تم نہیں جانتے کہ کسی شخص کا چچا اُس کے باپ کی مثل ہوتا ہے۔ [متفق علیہ]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ صعب بن جثمہ نے فرمایا کہ میں نے تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا :

لا حمى إلا لله ورسوله .

یعنی چراگاہ صرف اللہ اور اُس کے رسول کے لیے ہے۔

[بخاری]

حضرت طاؤس مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من أحيى مواتا من الأرض فهو له وعادى الأرض لله ورسوله ثم هي لكم مني .

یعنی جس شخص نے کسی مردہ اور بنجر زمین کو زندہ و زرخیز کیا وہ اُس کے لیے ہے؛ باقی زمین خالص اللہ اور اس کے رسول کی ہے، پھر وہ میری طرف سے تمہارے لیے ہدیہ ہے۔

[شافعی، بغوی]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا :

ما من مؤمن إلا وأنا أولى الناس به في الدنيا والآخرة اقرأوا إن شئتم [النبي أولى بالمؤمنين من أنفسهم] وأيما مؤمن ترك مالا فليرثه عصبته من كانوا فإن ترك دينا أو ضياعا فليأتني فأنا مولاه .

یعنی کوئی مومن ایسا نہیں کہ دنیا اور آخرت میں جس کی جان کا میں اس سے بھی زیادہ مالک نہ ہوں۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: [نبی مسلمانوں کا اُن کی جان سے زیادہ مالک ہے] لہٰذا جو بھی مومن مال چھوڑے تو اس کے رشتہ دار ہی میراث پائیں گے؛ لیکن اگر اس کے سر پر دَین ہے یا کسی کا حق، تو وہ میرے پاس آئے؛ کیوں کہ اُس کا ذمہ دار میں ہوں۔ [احمد، بخاری]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مسجد میں تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لے گئے اور ہم سے فرمایا: یہود کی طرف چلو؛ پس ہم چل پڑے، یہاں تک کہ بیت مِدراس پہنچے تو آپ نے (یہودیوں سے) فرمایا :

أسلموا تسلموا واعلموا أن الأرض لله ورسوله وإني أريد

أن أجليكم من هذه الأرض فمن يجد منكم بماله شيئا فليبعه...

یعنی اِسلام لے آؤ، محفوظ ہو جاؤ گے؛ ورنہ اچھی طرح جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے، اور بے شک میں تمہیں اس جگہ سے نکال دینا چاہتا ہوں؛ لہٰذا جس کے پاس جو مال وملکیت ہے وہ اسے فروخت کردے۔ [بخاری ومسلم]

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

من يرد الله به خيراً يفقهه في الدين وإنما أنا قاسم والله معطي .

یعنی اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا اِرادہ فرماتا ہے اسے دین میں تفقّہ عطا فرمادیتا ہے، اور بے شک تقسیم کرنے والا میں ہوں، اور دینے والا اللہ ہے۔ [متفق علیہ]

اوّل العابدین اور سید العالمین

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

أنا أوّل شافع يوم القيامة وأنا أول من تنشق عنه الأرض لواء الحمد يومئذ بيميني تحته آدم فمن دونه .

یعنی میں قیامت کے دن سب سے پہلا شفاعت کرنے والا ہوں۔ اور سب سے پہلے میری قبر کھولی جائے گی۔ اُس دن لوائے حمد میرے داہنے ہاتھ میں

ہوگا، جس کے نیچے آدم بھی ہوں گے اور ان کے علاوہ (اُن کی ساری ذرّیت) بھی۔ [احمد]

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا :

يبعث الناس يوم القيامة فأكون أوّل من بعث، ينفخ في الصور فأكون أوّل من يفيق فأجد موسىٰ قد تعلق بساق العرش، فقلنا أيفيق قبلك يا رسول الله؟ قال لا ولكنه تعود الصعق ۔

یعنی لوگ جب روزِ قیامت کے لیے اُٹھائے جائیں تو سب سے پہلا اُٹھنے والا میں ہوں گا۔صور پھونکا جائے گا (اور کائنات پر بے ہوشی طاری ہونے کے بعد) سب سے پہلا ہوش میں آنے والا میں ہوں گا۔ پھر میں دیکھوں گا کہ موسیٰ پایۂ عرش سے چمٹے ہوئے ہیں۔ تو ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! تو کیا وہ آپ سے پہلے ہوش میں آ گئے ہوں گے۔ فرمایا: نہیں معلوم وہ بے ہوش ہوئے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا وہ اُن میں سے ہیں جن پر چیخ کا کچھ اثر ہی نہ ہوا گویا وہ چیخ اور گرج کے عادی تھے یعنی ان کو اللہ تعالیٰ نے بے ہوشی سے مستثنیٰ رکھا۔ [احمد، بخاری]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

أنا سيد ولد آدم ولا فخر ۔

یعنی میں اولادِ آدم کا سردار ہوں، اور کوئی فخر نہیں۔ [احمد، ابن ماجہ، ابوداؤد]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

أنا سيد الناس يوم القيامة ۔

یعنی میں قیامت کے دن کل لوگوں کا سردار ہوں گا۔ [بخاری، مسلم]

بشریتِ نبوی کا مفہوم

حضرت محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

نصرت بالرعب، وجعلت لي الأرض مسجدا وطهورا، واعطيت جوامع الكلم، واحلت لي الغنائم، واعطيت الشفاعة خمس لم يؤتهن نبي كان قبلي .

یعنی رعب ودبدبہ کے ذریعہ میری مدد کی گئی۔ ساری زمین میرے لیے مسجد اور پاک بنادی گئی، مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے، مالِ غنیمت میرے لیے حلال کردی گئی، مجھے اعزازِ شفاعت سے نوازا گیا۔ یہ پانچ وہ فضائل ہیں جو میرے علاوہ کسی اور نبی کو مجھ سے پہلے نہ ملے۔ [ابوداؤد، ترمذی، احمد]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ 'میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین وجمیل کسی کو نہیں دیکھا، ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے سورج روئے انور میں گردش کناں ہے'۔ [ترمذی]

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ 'مجھے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سرخ جوڑا ملبوس کیے چاندنی رات میں دیکھنے کا شرف حاصل ہوا؛ چنانچہ ایک بار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس کو دیکھتا اور ایک مرتبہ چاند کو دیکھتا؛ اخیر میں اس نتیجے پر پہنچا کہ چہرۂ اقدس چاند سے کہیں زیادہ خوبصورت ومنور ہے'۔ [ترمذی، دارمی]

حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے مکان پر اکثر قیلولہ کے لیے تشریف لایا کرتے تھے، اور آپ کثیر العرق (زیادہ پسینہ والے) تھے؛ چنانچہ وہ اس پسینہ اقدس کو جمع کر کے خوشبو میں ملاتیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: اُم سلیم! تم یہ کیا کر رہی ہو؟۔

بولیں: یارسول اللہ! آپ کا پسینہ مبارک ہر خوشبو کی جان ہے۔ہم اس میں اپنے بچوں کے لیے برکت کی اُمید رکھتے ہیں۔فرمایا: تمہاری اُمید درست ہے۔ [متفق علیہ]

اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ 'مجھے اُن عورتوں پر غصہ آتا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اپنے آپ کو ہبہ کر دیتی تھیں، میں کہتی تھی: کیا عورت بھی اپنے آپ کو ہبہ کر سکتی ہے؛ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

'اے نبی! آپ اپنی ازواج میں سے جسے چاہیں پیچھے ہٹائیں (الگ کر دیں) اور جسے چاہیں اپنے پاس جگہ دیں (الگ نہ کریں) اور جسے آپ نے علیحدہ کر دیا تھا اس کو اگر آپ بلانا چاہیں تو آپ پر کوئی حرج نہیں ہے'۔

میں نے کہا: بخدا آپ کا رب آپ کی خواہش بہت جلد پوری کر دیتا ہے'۔ [بخاری، مسلم]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مصطفےٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہاجرین وانصار کے ایک گروہ میں تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک اونٹ آیا اور آپ کے قدموں پر سجدے کرنے لگا۔

یہ دیکھ کر صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! چوپائے اور درخت آپ کو سجدے کرتے ہیں تو کیا ہم ان سے زیادہ آپ کو سجدہ کرنے کے حقدار نہیں؟۔

فرمایا: (نہیں) صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ (کے لیے سجدہ اور اس کی) عبادت کرو،

اور اپنے بھائیوں کا اکرام واحترام کرو۔ [احمد]

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

أحد جبل يحبنا و نحبه ـ

یعنی کوہِ جبل (ایک ایسا پہاڑ) ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ [احمد، بخاری]

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ 'جب ابو طالب ملک شام کے سفر پر نکلے، تو آقاے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ساتھ ہو لیے۔ (راہ میں) راہب سے ملاقات ہوئی تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک پکڑ کر کہنے لگا :

'یہ شخص سلسلۂ نبوت و رسالت کی آخری کڑی بن کر ساری دنیا کے لیے سراپا رحمت بن کر مبعوث ہونے والا ہے'۔

اُس راہب سے پوچھا گیا: تمہیں اس کا علم کیوں کر ہوا، اور تم یہ بات کس بنیاد پر کہہ رہے ہو؟۔

کہنے لگا: میں نے دیکھا کہ ہر درخت اور پتھر ان کو سجدہ کرنے کے لیے جھک رہا ہے، اور شجر و حجر نبی کے علاوہ کسی کو سجدے نہیں گذارتے'۔ [بیہقی، حاکم، ترمذی]

حضرت سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ 'میں مکہ کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں تھا۔ ہم ایک وادی سے گزرے (دیکھا کہ) سامنے سے جو پہاڑ یا درخت بھی گزرا تو (میں نے سنا کہ) وہ زبانِ حال سے کہہ رہا ہے:

'السلام علیک یا رسول اللہ'۔ [ترمذی، دارمی، حاکم، طبرانی]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن صاحبزادہ ابراہیم بن رسول

اللہ کا انتقال ہوا اُس دن سورج کو گہن لگ گیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو (دو رکعت) نماز پڑھائی، جس میں چھ رکوع اور چار سجدے تھے، پھر جب نماز مکمل فرمائی تو سورج صاف ہو چکا تھا۔ اس کے بعد فرمایا:

'جس چیز کا بھی تم سے وعدہ کیا گیا ہے میں نے اس کو اِس نماز کے دوران دیکھ لیا۔ میرے سامنے جہنم کو لایا گیا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب تم نے مجھے اس خوف سے پیچھے ہٹتے دیکھا کہ اس کی لپٹ مجھ تک نہ آ جائے۔

پھر میرے پاس جنت لائی گئی، یہ اس وقت کی بات ہے جب تم نے مجھے (نماز میں) آگے بڑھتے دیکھا، میں نے اپنی جگہ پر کھڑے ہاتھ بڑھایا؛ تاکہ جنت کے پھلوں میں سے کچھ لے لوں تاکہ تم انھیں دیکھ لو، پھر مجھے خیال آیا کہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے'۔ [مسلم]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ ہمیں نماز پڑھائی، پھر منبر پر جلوہ افروز ہو کر قبلہ والی سمت کو اشارہ کیا، اور فرمایا:

قد أريت اليوم منذ صليت لكم الصلوٰة الجنة و النار ممثلتين في هذا الجدار فلم أر كاليوم في الخير والشر .

یعنی میں نے ابھی تمہیں نماز پڑھاتے ہوئے جنت اور دوزخ کو دیکھا، دونوں کو ان کی مثالی شکلوں میں قبلہ کی اس دیوار کے اندر، (پھر تین مرتبہ فرمایا کہ) میں نے آج کی طرح بھلائی اور برائی کو نہیں دیکھا۔ [بخاری]

علم غیب مصطفےٰ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ربیع بنت براء یعنی اُم حارثہ بن سلاقہ بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگیں: یا رسول اللہ! جنگ بدر میں حارثہ کی شہادت کی مجھے خبر مل چکی ہے، اب یہ بتائیں کہ وہ ہے کہاں؟، اگر وہ جنت میں ہے تو صبر کرلوں، اور اگر جنت میں نہیں تو پھر آپ دیکھیں میں کتنا روتی ہوں!۔

پیارے آقا رحمت سراپا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

یا أم حارثة، إنها جنان وإن ابنک أصاب الفردوس الأعلیٰ .

یعنی اے ام حارثہ! کوئی ایک ہی جنت تھوڑی ہے، بہت سی جنتیں ہیں اور تمہارا بیٹا فردوسِ اعلیٰ میں آشیاں نشیں ہے۔

[بخاری]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (جنگ بدر کے دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ چل کھڑے ہوئے، اور مشرکین سے پہلے 'بدر' کے مقام پر پہنچ گئے۔ ادھر مشرکین بھی آ پہنچے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تک میں نہ کہوں تم میں سے کوئی شخص کسی چیز پر پیش قدمی نہ کرے۔ جب مشرکین قریب آ گئے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قوموا إلی جنة عرضها السماوات والأرض .

یعنی اُس جنت کی طرف بڑھو جس کی پہنائی آسمان اور زمین ہے۔

حضرت عمیر بن حمام انصاری نے کہا: یا رسول اللہ! جنت کا عرض آسمان اور زمین ہے؟۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا: آفرین آفرین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا: تمہارے اس کلمہ کی تحسین کہنے کی کیا وجہ ہے؟۔

اس نے کہا: یا رسول اللہ! بخدا، میں نے یہ کلمہ اس امید سے کہا ہے کہ میں جنت کا اہل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا: بلاشبہ تم اہل جنت میں سے ہو۔

حضرت عمیر نے اپنے ترکش سے کچھ کھجوریں نکال کر انھیں کھانا شروع کیا، پھر کہا: اگر میں ان کھجوروں کو ختم کرنے تک زندہ رہا تو زندگی بڑی لمبی ہو جائے گی۔ (یعنی جنت ملنے میں دیر ہو جائے گی) پھر اس نے ان کھجوروں کو پھینکا اور لڑائی میں گھس گئے حتیٰ کہ مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔ [مسلم]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن بادشاہ نجاشی کا اِنتقال ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو نجاشی کے اِنتقال کی خبر دی، پھر آپ عید گاہ گئے اور چار تکبیروں کے ساتھ نمازِ (جنازہ) اَدا فرمائی۔ [بخاری ومسلم]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم میدانِ بدر میں اُترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ فلاں کافر کے گرنے کی جگہ ہے، آپ زمین پر اس جگہ اور اس جگہ ہاتھ رکھتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے کوئی کافر متجاوز نہیں ہوا۔ (یعنی جس جگہ آپ نے جس شخص کا نام لے کر ہاتھ رکھا تھا وہ کافر اسی جگہ گر کر مرا)۔ [مسلم]

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کھودنے کے دوران عمار بن یاسر کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ارشاد فرمایا: 'اے بوس بن سمیہ! تم پر کیسی اُفتاد پڑے گی جب ایک باغی گروہ تم کو قتل کرے گا'۔ [مسلم]

حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نمازِ فجر پڑھائی، اور منبر پر تشریف فرما ہو کر (بیان کرتے رہے)

حتیٰ کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ پھر منبر پر چڑھے (اور بیان فرماتے رہے) حتیٰ کہ عصر کا وقت چڑھ گیا۔ پھر منبر پر جلوہ فرما ہوئے (اور خطبہ ارشاد فرماتے رہے) حتیٰ کہ سورج غروب (یعنی مغرب کا وقت) ہو گیا۔ اس بیچ آپ نے ہمیں وہ سب کچھ بتا دیا جو قیامت تک ہونے والا ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ ہم میں سے جس کا حافظہ اچھا ہے اس کو وہ باتیں زیادہ یاد ہیں۔ [مسلم]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک قبر سے گزرتے ہوئے فرمایا: تمہیں پتا ہے یہ کیا ہے؟۔ لوگوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: یہ قوم ثمود کے ایک فرد 'ابو رغال' کی قبر ہے۔ وہ جب تک حرمِ الٰہی میں رہا عذابِ الٰہی سے محفوظ رہا؛ لیکن جب وہاں سے نکلا تو وہ ابھی اسی (عذابِ الٰہی) کا شکار ہو گیا جس کا شکار اُس کی پوری قوم ہوئی تھی۔

چنانچہ اس کو یہاں پر دفن کر دیا گیا، اور اس کے ساتھ سونے کی ایک ٹہنی بھی گاڑ دی گئی۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا تو وہ اپنی تلواریں لے کر نکل پڑے، اور اُس ٹہنی کو نکال کر ہی دم لیا۔ [بیہقی، ابونعیم، ابن جریر طبری]

فروہ بن مسیک قطیعی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے یا رسول اللہ! مجھے سبأ کے بارے میں کچھ بتائیں کہ وہ کیا تھا: آدمی، عورت یا کوئی پہاڑ۔ آپ نے فرمایا: وہ اہل عرب سے ایک آدمی تھا جس کی دس اولادیں تھیں۔ جن میں چھ ملک یمن میں جا کر آباد ہوئے: کندہ، حمیر، ازد، اہل اشاعرہ، مذحج، اور انمار جن سے خثعم اور بجیلہ ہیں۔ اور چار شام میں سکونت پذیر ہوئے: لخم، جذام، عاملہ اور غسان۔ [ابن جریر طبری]

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: کیا تمہیں اس بات سے خوشی نہ ہوگی کہ تم

خوشگوار زندگی جیو، مرتبہ شہادت پر فائز ہو، اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ انھوں نے پرلطف زندگی گزاری، اور مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ [ابن کثیر، ابن جریر، بیہقی، طبرانی]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

يرحم اللّٰه أبا ذر يمشي وحدة، ويموت وحدة، ويبعث وحدة.

یعنی اللہ ابوذر پر رحم فرمائے کہ وہ اکیلا رہنا پسند کرتا ہے، اکیلے مرے گا اور پھر اکیلے ہی دوبارہ اُٹھایا جائے گا۔ [حاکم، بیہقی]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضراتِ زید، جعفر اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کو ایک غزوہ پر روانہ کیا، اور جھنڈا زید بن ثابت کے حوالے فرمایا، اور اللہ کی شان کہ اُس غزوہ میں وہ تینوں کام آ گئے۔

قبل اس کے کہ لوگ آ کر ان کی شہادتوں کی خبر نبی غیب داں علیہ السلام کو دیتے، آپ کو اس کا علم ہو گیا اور (مدینہ میں موجود لوگوں سے) فرمایا: پہلے زید پرچم لے کر آگے بڑھے اور شہید ہو گئے، پھر وہ پرچم جعفر نے تھاما، اور وہ بھی کام آ گئے، پھر اسے ابن رواحہ نے اُٹھالیا، اور وہ بھی شہید کر دیے گئے۔ پھر اخیر میں وہ پرچم خالد بن ولید کے ہاتھ آیا، اور اسی کے ہاتھ لوگوں کو فتح نصیب ہوئی۔ [بخاری]

قراءت وکتابتِ نبوی

حضرت نصر بن علی جہضمی کہتے ہیں کہ ہم سے معتمر بن سلیمان نے، انھوں نے اپنے والد سے، وہ ابواسحٰق سے اور وہ حضرت براء بن عازب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

إيتوني بالكتف واللوح فكتب : 'لَايَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ'.

یعنی میرے پاس شانہ اور چوڑی ہڈی لے آؤ، پھر آپ نے اس پر (یہ آیت) تحریر فرمائی : '(جہاد سے) بیٹھ رہنے والے مؤمنین اور مجاہدین برابر نہیں ہو سکتے'۔

عمر بن اُم مکتوم آپ کے پیچھے کھڑے تھے، عرض کرنے لگے، یا رسول اللہ! کیا میرا شمار بھی انھیں میں سے ہے یا میرے لیے کچھ رخصت ہے؟۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: (سوائے اُن کے جنھیں کوئی مجبوری ہو)۔ [ابن جریر طبری]

حضرت یونس، شفی اصبحی سے اور وہ ایک صحابی رسول سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے بیان فرمایا: ایک روز سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں۔

آپ نے فرمایا: کیا تمھیں معلوم ہے کہ یہ کیا ہے؟، ہم نے عرض کی: نہیں یا رسول اللہ! ہمیں تو بس وہی معلوم ہے جو آپ نے بتایا ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا :

هذا كتاب من رب العالمين فيه أسماء أهل الجنة وهذا كتاب فيه أسماء أهل النار .

یعنی اللہ کی طرف سے مرسلہ ایک کتاب ہے، جس میں اہلِ بہشت کے نام رقم ہیں۔ اور اس کتاب میں اہلِ دوزخ کے نام درج ہیں۔ [ابن جریر، احمد]

لعابِ مبارک اور دستِ پاکِ مصطفےٰ

حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اپنی قوم کی جانب سے ایک

پیغام لے کر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ کی بیعت کی اور آپ کے ساتھ نماز ادا کرنے کے بعد ہم نے آپ سے عرض کی کہ ہماری بستی میں ایک گرجا ہے، پھر ہم نے آپ سے وضو کا بچا ہوا پانی برکت کے لیے مانگا۔

آپ نے پانی طلب کر کے ہاتھ دھوئے اور کلی فرمائی، پھر آپ نے پانی کو ایک ڈول میں ڈال دیا اور حکم فرمایا کہ جاؤ، اور جب اپنی بستی میں پہنچو، تو گرجے کو گرا دو، اور اس جگہ یہ پانی چھڑک کر مسجد تعمیر کر لو۔۔۔۔۔۔ [نسائی]

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ 'تم مجھے ذی الخلصہ (کے کانٹے) نکال کر راحت کیوں نہیں پہنچاتے!۔۔۔۔۔۔

میں نے عرض کی، ضرور یا رسول اللہ۔ لیکن میرا مسئلہ یہ تھا کہ میں گھوڑے پر جم نہیں سکتا تھا، چنانچہ میں نے بارگاہِ رسالت میں اس کی شکایت کی۔ تو آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا؛ یہاں تک کہ آپ کی انگشت ہائے مبارک کے نشانات میں نے اپنے سینے پر دیکھے اور (میرے حق میں) دعا فرمائی: اے اللہ! اسے ثابت قدمی عطا فرما، نیز اِسے ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ فرما دے۔

راوی کہتے ہیں کہ پھر اس کے بعد میں کبھی گھوڑے سے نہیں گرا، اور اخیر عمر تک گھڑسواری کرتا رہا۔ [متفق علیہ]

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ بیان کرتے ہیں کہ مصطفٰے جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ملک یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ مجھے قاضی بنا کر بھیج تو رہے ہیں؛ مگر قضا و عدالت کے مسئلے مجھے نہیں آتے۔

یہ سن کر آپ نے میرے سینے پر مارا اور فرمایا: اے اللہ! اس کے دل اور زبان کو (حق پر) قائم و دائم رکھ۔ ۔بروایتِ دیگر۔ اے علی! فکر نہ کر، اللہ تیرے دل کو راستی عطا

کرے گا اور تیری زبان حق پر ثابت فرمائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد زندگی میں قضا کے تعلق سے کبھی کسی شکایت اور شک وشبہہ کی نوبت نہیں آئی۔ [ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ]

حضرت شیبہ بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ جنگ حنین کے دن میں نے کہا کہ لوگو! آج اپنے باپ اور چچا کا بدلہ محمد سے نکال لینا ہے۔ چنانچہ میں جی توڑ کوشش کر کے اُن کے بالکل قریب پہنچ گیا، اور میں تلوار اُٹھا کر بالکل وار کرنے ہی والا تھا کہ میرے سامنے آگ کا ایک بہت بڑا شعلہ نمودار ہوا اور لگتا تھا کہ مجھے بھسم کر کے رکھ دے گا۔

ناچار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا تو آپ نے فرمایا: اے شیب! اِدھر آؤ، اور پھر اپنا دست اقدس میرے سینے پر رکھتے ہوئے فرمایا: 'اے اللہ! اِسے شیطان سے نجات عطا فرما'۔ اَب جب نگاہ اُٹھا کر دیکھتا ہوں تو وہ مجھے کائنات کی ہر شے سے محبوب وعزیز نظر آتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: اے شیب! 'اب جاؤ اور کفار سے جنگ کرو'۔ [بیہقی، ابونعیم، ابن عساکر، ابن سعد]

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اپنے قبیلے کے لوگوں کو نماز پڑھایا کرو۔

میں نے عرض کی: یارسول اللہ! لیکن میں اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں پاتا، مجھ میں کچھ خامی ہے۔ آپ نے فرمایا: قریب آؤ، اور مجھے اپنے سامنے بٹھا کر اپنی مبارک ہتھیلی میرے سینے کے درمیان رکھی، اور فرمایا: گھوم جاؤ۔ پھر آپ نے یہی عمل میرے شانے کے درمیان کیا اور فرمایا: جاؤ، اپنے لوگوں کی اِمامت کرو۔

نیز یہ نصیحت فرمائی کہ جو شخص بھی کسی گروہ کی اِمامت کرے، اسے چاہیے کہ نماز مختصر پڑھائے؛ کیوں کہ نمازیوں میں بوڑھے، بیمار، کمزور اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں۔ ہاں! جب وہ اکیلے پڑھے پھر اسے اِختیار ہے جتنا چاہے طول دے۔ [مسلم]

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ کو تیس گھڑ سواروں کے ساتھ یسیر بن رزام یہودی کے پاس بھیجا، جن میں ایک عبداللہ بن انیس بھی تھے۔ یسیر نے ابن انیس کے چہرے پر ہاتھ مارا تو اُن کے سر کی گدی بری طرح زخمی ہوگئی۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آکر اس کی شکایت عرض کی تو آپ نے زخمی مقام پر اپنا لعابِ دہن لگا دیا، جس سے نہ صرف اُن کا زخم جاتا رہا بلکہ جیتے جی کبھی انھیں اس کی تکلیف نہ ہوئی۔ [بیہقی، ابونعیم]

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن سے لے کر - کہ جب آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری آنکھ میں اپنا لعابِ دہن لگایا تھا - آج تک کبھی میری آنکھ میں کسی طرح کی کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ [احمد، مسلم، بیہقی]

حضرت عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ حنین کے دن خالد بن ولید زخمی ہوگئے تو تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس زخم پر اپنا لعابِ اقدس ل دیا (جس کی برکت سے) وہ فوراً شفایاب ہوگئے۔ [ابن عساکر]

حضرت خبیب بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں خبیب (بن عدی) پر ایسا وار ہوا کہ ان کا ہاتھ ہی گھومگیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اپنا لعابِ دہن لگا کر اسے برابر کیا تو وہ آکر ٹھیک اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ [بیہقی، سیوطی]

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قتادہ بن نعمان کی آنکھ ایسی زخمی ہوئی کہ بہہ کر اُن کے گال پر آگئی۔ یہ دیکھ کر محسن کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر آنکھ کی کٹوری میں رکھ دیا، اور وہ بالکل ٹھیک ہوگئی بلکہ اُن کی آنکھیں اب پہلے سے کہیں زیادہ حسین نظر آنے لگیں۔ [بیہقی، ابویعلی، ابن سعد]

حضرت معاذ بن رفاعہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: جنگ بدر

میں مجھے ایک تیر آ کر ایسا لگا کہ میری آنکھ ہی نکل گئی۔ سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں اپنا لعابِ مبارک لگا کر دعا فرمادی تو پھر کبھی مجھے آنکھ کی تکلیف نہ ہوئی۔ [حاکم، بیہقی، ابونعیم]

حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ معرکۂ بدر کے دن میری تلوار ٹوٹ گئی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک لکڑی تھمادی، جو سفید دراز تلوار بن گئی، اور میں نے اس سے گھمسان کی جنگ لڑی؛ حتیٰ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مشرکوں کو شکست سے دوچار فرمایا۔ [واقدی، بیہقی، ابن عساکر]

حضرت داؤد بن حصین بنی عبدالاشہل کے کچھ لوگوں کا بیان نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: جنگ بدر میں جب سلمہ بن اسلم بن جریش کی تلوار ٹوٹ گئی تو وہ بالکل بے اسلحہ ہوگئے۔ رسولِ گرامی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ٹہنی تھی، آپ نے وہی اُن کو تھماتے ہوئے فرمایا: اسی سے لڑو، یہ تمہارے لیے شمشیرِ براں کا کام کرے گی؛ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ [بیہقی، واقدی]

حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فیض بخش صحبت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے میرے بھائی علی بن حکم کو خندق کے پرے سے زخمی کردیا۔ وہ جلدی سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ نے زخمی جگہ پر بسم اللہ پڑھ کر اپنے دستِ اقدس کو لگایا تو اُسے پھر کبھی وہاں تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ [بغوی، سیوطی]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان تشریف لائے۔ کلہاڑا اپنے ہاتھ میں لیا، اور اسے زمین پر مارتے ہوئے فرمایا: اس پہلی مار سے اللہ روم کے خزانے فتح فرمادے

گا۔ دوبارہ مار کر فرمایا: اس مار سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ فارس کے خزانے پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ پھر تیسری بار مار کر فرمایا: اس مار سے اللہ تعالیٰ اہل یمن کو ہمارا حامی و مددگار بنا کر لائے گا۔ [ابونعیم، بیہقی]

حضرت عائذ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ حنین میں ایک تیر آ کر میری پیشانی پر لگا، اور اتنا خون بہا کہ میرا چہرہ وسینہ خون میں تر بتر ہو گیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے چہرے اور پورے سینے سے اپنے دست مبارک کے ذریعہ خون پونچھتے اور دعا فرماتے جاتے۔ پھر ہم نے سینہ بھر آپ کے دست اقدس کا نشان ملاحظہ کیا ایسے ہی جیسے گھوڑے کے سینے پر سپید رنگ بالکل عیاں ہوتا ہے۔ [حاکم، ابونعیم، ابن عساکر]

حضرت ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم بیان فرماتے ہیں کہ تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ معظمہ میں (فاتحانہ شان کے ساتھ) داخل ہوئے تو وہاں پر تین سو ساٹھ بت نصب تھے۔ آپ کے دست مبارک میں ایک عصا تھا جس سے آپ اشارہ فرماتے اور یہ آیت کریمہ پڑھتے: جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ (یعنی حق آ گیا اور باطل مٹ گیا [اور انجام کار] باطل کو مٹنا ہی تھا) تو جس بت کی طرف بھی آپ اشارہ فرماتے وہ بلا چھوئے اپنی جگہ سے گر کر چور چور ہو جاتا۔ [بیہقی، ابونعیم]

حضرت عمر بن سفیان ثقفی رضی اللہ عنہ (اپنے قبول اسلام سے پہلے کا واقعہ) بیان کرتے ہیں کہ جنگ حنین کے موقع پر حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مسلمانوں کی پسپائی کا منظر دیکھا، تو آپ نے ایک مٹھی ریت لے کر ہمارے چہروں پر ماردی، تو ہمیں ایسا محسوس ہونے لگا کہ جیسے شجر وحجر ہر سمت سے گھڑ سوار ہم پر ٹوٹ پڑنے والے ہیں، پھر ہم میدان جنگ سے دم دبا کر ایسا بھاگے کہ اپنے قبیلے ہی میں جا کر دم لیا۔ [بخاری ت، بیہقی، ابن عساکر]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں مرض

نسیان کی شکایت کی کہ جو کچھ آپ سے سنتا ہوں یاد نہیں رکھ پاتا؛ حالانکہ میری خواہش یہ ہے کہ آپ کی احادیث مبارکہ کا کوئی حصہ بھی میں بھولنے نہ پاؤں۔

جاں نثار صحابی کی یہ آرزو سن کر آپ نے فرمایا: اپنی چادر پھیلاؤ، تو میں نے پھیلا دی۔ پھر آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے مس کر کے فرمایا کہ اسے اپنے سینے سے لگا لو؛ چنانچہ جب میں نے اس کو اوڑھا (تو ایسی برکت حاصل ہوئی کہ) اس کے بعد پھر میں کبھی کوئی چیز نہ بھولا۔ [بخاری]

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت بد زبانی میں مشہور تھی۔ ایک مرتبہ وہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تو کیا دیکھتی ہے کہ آپ خشک کیا ہوا گوشت کھا رہے ہیں۔

عرض کرنے لگی: یا رسول اللہ! مجھے نہیں کھلائیں گے؟۔ چنانچہ سامنے جو کچھ موجود تھا آپ نے اس کے سامنے کر دیا کہ کھالو۔ مگر وہ کہنے لگی: نہیں، میں تو صرف گوشت کا وہ حصہ کھانا چاہتی ہوں جو آپ کے منہ میں ہے۔

چنانچہ آپ نے نکالا اور اسے عطا فرما دیا، جسے اس نے سعادت سمجھتے ہوئے کھالیا۔ لیکن اس کی برکت بعد میں یہ ظاہر ہوئی کہ اس عورت کو پھر کبھی بد زبانی اور فحش کلامی کرتے نہیں دیکھا گیا۔ [طبرانی]

حضرت عبد اللہ بن معتب بیان کرتے ہیں کہ کعب بن اشرف یہودی کو موت کے گھاٹ اُتارنے میں حضرت حارث بن اوس بھی کچھ زخمی ہو گئے، اور تلوار کے گھاؤ سے اُن کا سر اور پیر بری طرح متاثر ہو گیا۔ چنانچہ انھیں اُٹھا کر بارگاہ نبوت میں حاضر کیا گیا۔ آپ ﷺ نے ان کے زخموں پر اپنا لعاب لگا دیا، جس کی برکت سے انھیں پھر کبھی درد کی شکایت نہ ہوئی۔ [بیہقی، واقدی]

حضرت عبد الرحمن بن حارث اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ اُحد کے دوران

حضرت ابوذر غفاری کی آنکھیں زخمی ہوگئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں اپنا لعاب ڈالا تو ان کی آنکھیں پہلے سے بھی زیادہ اچھی اور حسین ہوگئیں۔ [ابویعلی]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جہاد میں گیا۔ میرا اونٹ سست چل رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے جابر! میں نے عرض کی: جی۔

فرمایا: کیا حال ہے؟۔ میں نے عرض کی: میرا اُونٹ سست چل رہا ہے، اور اس نے مجھے تھکا کر رکھ دیا ہے، اور اسی کے باعث میں سب سے پیچھے رہ گیا ہوں۔

آپ نے سواری سے اُتر کر اپنی ڈھال سے اسے چھڑی کی طرح مارا، پھر فرمایا: اب سوار ہو۔ بخدا میں نے دیکھا کہ اب (وہ اس تیز رفتاری سے بھاگ رہا تھا کہ) میں اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹ سے آگے بڑھنے سے روکتا تھا۔ [بخاری، مسلم]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عتیک جب ابورافع کو قتل کر کے گھر کے نچلے درجے پر آئے تو زمین پر گر پڑے جس سے آپ کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آکر میں نے صورتِ حال بیان کی تو آپ نے فرمایا: اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ جب میں نے پھیلا دیا تو آپ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیرا، جس کی برکت سے پھر انہیں کبھی اُس پنڈلی میں شکایت نہ ہوئی۔ [بخاری]

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مقامِ تبوک پر اُترے تو وہاں اس زمانے میں پانی کی کافی قلت تھی۔ چنانچہ آپ نے چلو میں پانی لیا اور اسے منہ میں ڈال کر (ایک قریب کے خشک کنوے میں) کلی فرمادی، دیکھتے ہی دیکھتے وہ کنواں بھر کر لبریز ہوگیا۔ [بیہقی، ابونعیم]

حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کی تنہائی میں اُٹھے اور گھر کے ایک گوشے میں رکھی ہوئی ٹھیکری میں اِستنجا فرمایا۔ اُس رات میری نیند کھلی، پیاس کی شدت کے باعث مجھے پانی کی تلاش تھی، تو اس ٹھیکری کو اُٹھا کر میں نے پی لیا۔

جب صبح ہوئی تو میں نے امر واقعہ کی خبر سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی۔ یہ سن کر آپ مسکرائے اور فرمایا :

إنک لن تشتکي بطنک بعد یومک ھذا ابدا .

یعنی آج کے بعد پھر کبھی تمہیں پیٹ کی کسی تکلیف کا سامنا نہ ہوگا۔ [حاکم، ابویعلی، ابونعیم، دار قطنی]

حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے قرآن نہ یاد ہو پانے کی شکایت سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کی۔ تو آپ نے فرمایا: وہ خنزب نامی ایک شیطان ہے جو تمہیں اس سعادت سے محروم رکھنا چاہتا ہے۔ اچھا آؤ میرے قریب آجاؤ۔

چنانچہ آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا، جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے شانوں میں محسوس کی۔ اور فرمایا: اے شیطان! تو عثمان کے سینے سے نکل جا۔

راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد جو کچھ بھی میں نے سنا وہ ہمیشہ کے لیے میری یاد داشت کا حصہ بن گیا، اور پھر کبھی کوئی چیز نہ بھولا۔ [بیہقی]

مدینۃ الرسول کی عظمت وفضیلت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مصطفٰے جانِ رحمت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

لاتشدوا الرحال إلا إلیٰ ثلاثة مساجد، مسجدي هذا والمسجد الحرام والمسجد الأقصیٰ ۔

یعنی تین مسجدوں کے سوا سامانِ سفر نہ باندھا جائے: میری مسجد، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔ [متفق علیہ]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

صلاة في مسجدي هذا خير من ألف صلاة فيما سواه إلا المسجد الحرام ۔

یعنی میری اِس مسجد میں نماز کی اَدائیگی دوسری مسجدوں کے مقابلے میں ہزار نماز سے بہتر ہے بجز مسجد حرام کے۔ [متفق علیہ]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

ما بين بيتي ومنبري روضة من رياض الجنة ۔

یعنی میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے۔ [متفق علیہ]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

اللّٰهم اجعل بالمدينة ضعفي ما جعلت بمكة من البركة ۔

یعنی اے پروردگار! مکہ مکرمہ کو جو تو نے برکت عطا کی ہے (اس کے مقابلے میں) مدینہ منورہ کو دوگنی برکت نصیب فرما۔ [متفق علیہ]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

إن الإيمان ليأرز إلى المدينة كما تأرز الحية إلى جحرها

یعنی (اخیر دور میں) ایمان سمٹ کر مدینہ کی طرف اس طرح چلا جائے گا جس طرح سانپ اپنی بل کی طرف۔ [متفق علیہ]

حضور ﷺ کی دنیاوی علوم پر دسترس

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں (ہر چیز کا علم عطا فرمانے کے بعد) اس دنیا سے پردہ فرمایا؛ حتیٰ کہ ایک وہ پرندہ جو اپنے پروں کے ذریعہ آسمان کی وسعتوں میں پلٹیاں مارتا ہے، اس کی بابت بھی ہمیں کچھ نہ کچھ خبر ارشاد فرمادی ہے۔ [ابن جریر، ابن عساکر، بیہقی]

ابن جریج امام زہری سے بیان کرتے ہیں کہ خزیمہ بن حکیم سلمی فتح مکہ کے دن شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ! مجھے یہ بتائیں کہ رات کی تاریکی اور دن کی روشنی کا راز کیا ہے؟۔ پانی سردی میں گرم اور گرمی میں ٹھنڈا کیوں نکلتا ہے؟......۔

یہ سن کر معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جہاں تک رات کی تاریکی اور دن کی روشنی کا تعلق ہے تو اس کا راز یہ ہے کہ پروردگار عالم نے کچھ مخلوق کو پانی کی جھاگ سے پیدا فرمایا جس کا اندرونی حصہ سیاہ اور بیرونی حصہ سفید ہوتا ہے۔ اور اس کی ایک سمت مشرق کی طرف ہوتی ہے اور دوسری سمت مغرب کی جانب، جسے فرشتے کھینچتے رہتے ہیں۔

پھر جس وقت صبح نمودار ہوتی ہے، فرشتے تاریکی علحدہ کردیتے ہیں اور مغرب تک یوں ہی رکھتے ہیں، اور سارے پردے ہٹا دیتے ہیں۔ پھر جب رات کی سیاہی چھاتی ہے، تو وہ فرشتے روشنی علحدہ کردیتے ہیں۔ اس طرح اُن کا یہ نظام یوں ہی جاری وساری ہے، نہ وہ بوسیدہ ہوتے ہیں اور نہ کبھی یہ سلسلہ ختم ہوتا ہے۔

رہی بات سردی میں پانی کے گرم اور گرمی میں ٹھنڈے ہوجانے کی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ سورج زمین کے نیچے پہنچ کر بھی چلتا رہتا ہے حتیٰ کہ (بوقت طلوع) اپنی جگہ سے نکل آتا ہے۔ پھر جب موسم سردی میں رات طویل ہوجاتی ہے تو زمین میں سورج دیر تک ٹھہرتا ہے جس کی وجہ سے پانی گرم ہوجاتا ہے۔ اور جب موسم گرما آتا ہے تو سورج جلدی سے گزر جاتا ہے اور رات کے چھوٹی ہونے کے باعث زمین میں دیر تک نہیں رُکتا؛ لہٰذا پانی اپنی اصل حالت میں ٹھنڈا ہی رہتا ہے۔ [طبرانی، ابن عساکر]

محبت رسول وآلِ رسول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہم لوگ بیٹھے انبیاے کرام کا تذکرہ کررہے تھے۔ کسی نے کہا کہ دیکھو ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں۔ اور موسیٰ اللہ کے کلیم ہیں۔ اتنے میں وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ نکلے، اور اُن کی گفتگو سن کر فرمایا: یاد رکھنا میں اللہ کا حبیب ہوں اور کوئی فخر نہیں۔ [ترمذی]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا یؤمن أحدکم حتیٰ أکون أحب إلیه من نفسه ومن والده وولده والناس أجمعین .

یعنی تم میں کوئی اُس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کی اپنی جان، اس کے والد، اس کی اولاد اور سارے لوگوں سے زیادہ اُس کو محبوب نہ ہوجاؤں۔ [احمد، بخاری، مسلم]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

أحبوا اللّٰه لما يغذوكم به نعمه وأحبوني لحب اللّٰه وأحبوا أهل بيتي لحبي۔

یعنی تم اللہ سے محبت کرو کہ وہ تمہیں رزق وغذا فراہم کرتا ہے۔ اور اُس اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو۔ اور پھر میری محبت کی وجہ سے میری اہل بیت سے محبت رکھو۔ [ترمذی]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں نے عرض کی: یارسول اللہ ! آپ میری نگاہ میں کائنات کی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں سوائے میری جان کے۔ یہ سن کر سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں، اے عمر ! بلکہ میری محبت تمہاری جان سے بھی زیادہ ہوجانی چاہیے۔

اس کے بعد عرض کیا: یارسول اللہ ! قسم بخدا ! اَب آپ میرے نزدیک میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: عمر ! اب جا کر بات بنی۔ [ابن کثیر]

حضرات سیدہ عائشہ، سیدہ اُم سلمہ، ابو سعید خدری، انس بن مالک، ابو ہریرہ، اور واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہم روایت بیان کرتے ہیں کہ جس وقت مندرجہ ذیل آیت اُتری:

إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ (سورۃ الاحزاب:۳۳/۳۳)

اللہ تو بس یہی چاہتا ہے کہ اے (رسول اللہ کے) اہل بیت! تم سے ہر قسم کے

گناہ کا میل (اور شک و نقص کی گرد تک) دور کر دے اور تمہیں (کامل) طہارت سے نواز کر بالکل پاک صاف کر دے۔

تو آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ پانچ اشخاص کے حق میں نازل ہوئی ہے: میں، علی، فاطمہ، حسن اور حسین۔ [ابن جریر، ابن کثیر]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی نے ایک دراز یمانی جبہ ہدیۃً پیش کیا۔ ایک روز آپ نے اسے زیب بدن فرمایا اور باہر نکلنا چاہا کہ اتنے میں دوڑتے ہوئے (ننھے نواسے) حسن اور حسین آگئے تو آپ نے انھیں اس جبہ میں چھپالیا۔ پھر فاطمہ آگئیں تو آپ نے انھیں بھی اس میں ڈھانپ لیا۔ اس کے بعد علی آگئے تو انھیں بھی اس میں چھپالیا، اور فرمایا:

رحمة الله وبركاته عليكم أهل البيت إنه حميد مجيد.

یعنی اے اہل بیت، تم پر اللہ کی رحمت و برکت نازل ہو، بے شک وہ سراہا ہوا بزرگی والا ہے۔ [ترمذی]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس بات سے خوش ہو کہ میری سی زندگی جیے، میری طرح دنیا سے پردہ کرے، اور اُس باغِ عدن میں رہائش پذیر ہو جسے میرے رب نے لگایا ہے تو اسے چاہیے کہ میرے بعد علی کو اپنا ولی جانے، اور میری اہل بیت کے نقش قدم پر چلے؛ کیوں کہ وہ میری مٹی سے تخلیق کیے گئے ہیں، اور انھیں میرے علم و فہم سے حصہ ملا ہے۔ سو برباد ہو جائے وہ نامراد جو اُن کے فضل و کمال کا قائل نہ ہو، اور خداوند عالم ایسے بدبختوں کو میری شفاعت سے محروم رکھے۔ [احمد]

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تركت فيكم الثقلين كتاب الله ممدود من السماء إلى الأرض وأهل بيتي عترتي الطاهرين .

یعنی میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں: کتاب اللہ جو آسمان سے زمین تک تنی ہوئی ہے، اور میری اہل بیت جو میری پاکیزہ ذرّیت ہیں۔ [مسلم]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

تركت فيكم ما إن أخذتم به لن تضلوا كتاب الله وعترتي أهل بيتي .

یعنی میں نے تم میں دو چیزیں ایسی چھوڑی ہیں کہ جب تک ان سے چمٹے رہو گے گمراہ نہیں ہو سکتے: اللہ کی کتاب (قرآن) اور میری ذریت اہل بیت۔ [احمد، ترمذی]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مصطفےٰ جانِ رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا :

أهل بيتي كسفينة نوح من تعلق بها نجا ومن تركها هلك .

یعنی میری اہل بیت کی مثال سفینۂ نوح کی مانند ہے کہ جو اس پر چڑھ گیا نجات پا گیا اور جو بچھڑ گیا تباہ و برباد ہو گیا۔ [ابن عساکر]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے کہ اتنے میں سامنے حسن و حسین رضی اللہ عنہما آ گئے تو آپ نے ارشاد فرمایا :

من أحبني و أحب هذين و أباهما و أمهما كان معي في درجتي يوم القيامة .

یعنی جس نے مجھ سے محبت کی اور اِن دونوں (شہزادوں) سے محبت کی، اور ان کے باپ اور ماں سے محبت کی وہ قیامت کے دن خاص میرے ساتھ ہوگا۔ [ترمذی]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

من أحب الحسن و الحسين فقد أحبني .

یعنی حسن و حسین سے محبت کرنا مجھ سے محبت کرنے ہی کی طرح ہے۔ [ابن ماجہ]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

أحب الله من أحب حسينا .

یعنی اللہ اُس سے پیار کرتا ہے جو حسین سے پیار کرتا ہے۔ [ترمذی]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے چال چلن، کردار وسیرت، اور بات چیت کرنے میں تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ حضرت فاطمہ کے علاوہ کسی کو نہ دیکھا۔ وہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتیں ان کے لیے کھڑے ہوجاتے، ان کا ہاتھ پکڑ کر چومتے اور انھیں اپنی جگہ بٹھاتے۔ یوں ہی جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس جاتے تو وہ تعظیماً کھڑی ہوجاتیں، ان کا دستِ اقدس لے کر چومتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ [ابوداؤد]

حضرت بریدہ اسلمی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

والذي نفسي بيده لا تزول قدم عن قدم حتىٰ يسأل اللّٰه الرجل عن أربع عن عمره فيما أفناه وعن جسده فيما أبلاه وعن ماله مما كسبه وفيما أنفقه وعن حبنا أهل البيت .

یعنی اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، (میدانِ محشر کے لیے) لوگوں کے قدم اُس وقت تک نہ اُٹھیں گے، جب تک اس شخص سے چار سوالات نہ پوچھ لیے جائیں۔ اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کیسے گزارا۔ اس کے بدن کی بابت کہ اسے کہاں کھپایا۔ اس کے مال کے متعلق کہ کہاں سے کمایا اور کہاں صرف کیا۔ اور اہل بیت سے ہماری محبت وعقیدت کی بابت۔ [ترمذی،طبرانی]

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

من لم يصل علىٰ محمّد وعلىٰ آل محمد في تشهده في صلاته فلا صلوٰة له .

یعنی جو شخص اپنی نماز میں محمد (ﷺ) اور آل محمد پر درود نہ بھیجے، اس کی نماز مقبول نہیں۔ [دیلمی فی الفردوس]

حضرت امام علی کرم اللہ وجہہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

النجوم أمان لأهل السماء فإذا ذهبت النجوم ذهب أهل السماء وأهل بيتي أمان لأهل الأرض فإذا ذهب أهل بيتي ذهب أهل الأرض .

یعنی ستارے آسمان والوں کے لیے امان ہیں؛ لہٰذا جب ستارے ختم ہوجائیں تو آسمان والے سے امان اُٹھ جائے گی۔ یوں ہی میرے اہل بیت زمین والوں کے لیے امان ہیں، لہٰذا جب میرے اہل بیت اُٹھ جائیں تو زمین والوں سے امان اُٹھ جائے گی۔ [احمد، حاکم]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

النجوم أمان لأهل الأرض من الغرق و أهل بيتي أمان لأمتي من الاختلاف فإذا خالفتهم قبيلة من العرب اختلفوا فصاروا حزب إبليس .

یعنی ستارے زمین والوں کے لیے تباہی سے بچاؤ کا ذریعہ ہیں۔ اور میرے اہل بیت میری اُمت کے لیے اختلاف سے امان ہیں۔ جب بھی عرب کے کسی قبیلے نے اُن کی مخالفت کی، وہ بکھر گیا اور ابلیس کے گروہ میں شامل ہوگیا۔ [حاکم]

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

لا يؤمن عبد حتىٰ أكون أحب إليه من نفسه ويكون عترتي أحب إليه من عترته و أهلي أحب إليه من أهله و ذاتي أحب إليه من ذاته .

یعنی کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کی اپنی جان سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ میری ذرّیت اس کی اپنی ذرّیت سے زیادہ عزیز نہ ہوجائے۔ میرے اہل وعیال اس کے اپنے اہل وعیال سے زیادہ پیارے نہ ہوں۔ اور میری ذات اس کی اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ

ہو جائے۔ [بیہقی]

حضرت ابو یعلی امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ألزموا مودتنا أهل البيت فانه من لقي الله وهو يودنا دخل الجنة بشفاعتنا والذي نفسي بيده لا ينفع عبدا عمله إلا بمعرفة حقنا .

یعنی اہل بیت کی محبت سے اپنے دلوں کو سرشار رکھو؛ کیوں کہ جو شخص ہماری محبت کی چاشنی لے کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ملاقات کرے، سمجھو وہ ہماری شفاعت سے جنت میں داخل ہوگیا۔ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، کسی شخص کو اس کا عمل کچھ بھی نفع نہ دے سکے گا اگر وہ ہمارے حق سے بے خبر ہے۔ [طبرانی]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إن من أشد أمتي لي حبا ناس يكونون بعدي يود أحدهم لو رآني بأهله وماله .

یعنی میری اُمت میں سے سب سے زیادہ مجھے پیارے وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد آئیں گے؛ لیکن اُن کی تمنا ہوگی کہ کاش! وہ اپنے گھر والے اور مال کے بدلے میں میرا دیدار کرلیں۔ [احمد، مسلم]

ذاتِ نبوی اور آثارِ محمدی سے تبرک

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ مقامِ ابطح میں سرخ چمڑے کے ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے، اس وقت حضرت بلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی لے کر باہر نکلے۔ میں نے دیکھا کہ لوگ اس پانی کو لینے کے لیے جھپٹنے لگے، پھر جس کو پانی مل گیا اس نے بدن پر مل لیا اور جس کو پانی نہیں ملا اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے ہاتھ تر کرلیا۔ [بخاری، مسلم]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمرۂ عقبہ میں کنکریاں ماریں، پھر منیٰ میں آکر اونٹوں کی طرف گئے اور ان کو نحر کیا، وہاں حجام بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے اپنے ہاتھ سے سر کی طرف اشارہ کیا، اس نے دائیں جانب مونڈ دی، پھر آپ نے حضرت ابو طلحہ انصاری کو بلایا اور اُن کو وہ بال دے دیے، پھر آپ نے (اس کے سامنے) بائیں جانب کی، اور فرمایا: مونڈ و، اس نے (وہ جانب) مونڈ دی، پھر آپ نے وہ بال حضرت ابو طلحہ کو دیے اور فرمایا: ان بالوں کو لوگوں کے درمیان تقسیم کردو۔ [بخاری، مسلم]

حضرت کبشہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے، ان کے پاس ایک مشک لٹکی ہوئی تھی، آپ نے اس سے (ضرورتاً) کھڑے ہوکر پانی پیا۔ کبشہ نے مشک کا منہ برکت کے باعث کاٹ کر رکھ لیا، چونکہ اس سے حضور ﷺ کا دہن اطہر مس ہوگیا تھا۔ [ترمذی، ابن ماجہ]

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ مقامِ حدیبیہ پر عروہ بن مسعود کے بیان کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ (عروہ بن مسعود) صحابۂ رسول کی تعریف وتوصیف کرتے

ہوئے کہا کرتا تھا کہ رسول اللہ (ﷺ) نے جب بھی ریزش یا لعاب نکالا وہ اُن (صحابہ) میں سے کسی کے ہاتھ میں گرا جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا۔ [بخاری]

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک بار وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے، کیا دیکھتے ہیں کہ آقا علیہ السلام پچھنے لگوا رہے ہیں۔ فراغت کے بعد فرمایا: اے عبد اللہ! یہ خون لے کر جاؤ اور ایسی جگہ گرا آؤ جہاں کسی کی نظر نہ پڑے۔ (انھوں نے موقع غنیمت جانا) اور اُسے پی لیا۔

جب واپس لوٹے تو پوچھا: اے عبد اللہ! اُسے تو نے کیا کیا؟۔ عرض کی: میں نے اسے پوشیدہ ترین جگہ (شکم میں) ڈال دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: شاید تو نے پی لیا ہے۔

میں نے عرض کی: ہاں!۔ فرمایا: اب یہ تمہارے لیے لوگوں سے ڈھال ہوگیا۔ صحابہ کرام فرماتے تھے کہ عبد اللہ بن زبیر کے پاس قوت وجواں مردی کی دولت اسی خون پینے کی برکت سے حاصل ہوئی۔ [طبرانی، حاکم، بیہقی]

حضرت عبد الحمید بن جعفر اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ یرموک میں خالد بن ولید کی ٹوپی گم ہوگئی، تو آپ دیوانہ وار اُس کی تلاش کرنے لگے، بالآخر مل گئی۔ پھر امر واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرہ فرمایا، اور سر کے بال ترشوائے تو لوگ موئے مبارک کو لینے کے لیے ٹوٹ پڑے۔

بال مبارک پا جانے والے خوش نصیبوں میں ایک میں بھی تھا؛ چنانچہ میں نے اسے اپنی ٹوپی میں رکھ لیا، اور ہر جنگ وغزوہ میں میں نے اسے اپنے ساتھ رکھا، جس کی برکت سے مجھے فتح ونصرت نصیب ہوئی۔ [حاکم، بیہقی، ابو نعیم]

حضرت عثمان بن عبد اللہ بن موہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے گھر والوں نے مجھے ایک پیالے میں پانی دے کر حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا۔ تو وہ چاندی کا ایک برتن لے کر آئیں جس کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کا موے مبارک ڈالا گیا تھا۔ جب کسی آدمی کو نظر لگ جاتی یا اور کوئی تکلیف ہوتی تو اُن کی طرف ایک برتن میں پانی بھیج دیا جاتا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے جب برتن میں جھانک کر دیکھا تو اس میں چند سرخ بال دیکھے۔ [بخاری]

حضرت عمرو بن سائب بیان کرتے ہیں کہ انھیں ابو سعید خدری کے والد مالک بن سنان کے ذریعہ معلوم ہوا کہ غزوۂ اُحد میں جب چہرۂ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زخمی ہوا، تو انھوں نے زخم کو چوس لیا اور اسے ایسا صاف کر دیا کہ زخمی مقام بالکل سفید نظر آنے لگا۔ پیارے آقا رحمت سراپا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے تھوک دو۔

عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! میں اسے کبھی نہ تھوکوں گا، اور پھر اسے گھونٹ گئے۔ جاں نثار کی یہ اُدا دیکھ کر شہریار ارم تاجدار حرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من أراد أن ینظر إلی رجل من أهل الجنة فلینظر إلی هذا

یعنی جو شخص اہل بہشت میں سے کوئی آدمی دیکھنے کا آرزومند ہو، وہ اس شخص کو دیکھ لے۔ [طبرانی]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُم سلیم کے پاس تشریف لائے، اور گھر کے اندر ایک مشک لٹکی ہوئی تھی، آپ نے اس سے کھڑے ہو کر پانی پیا۔ پھر اس کے بعد اُم سلیم نے مشک کا منہ برکت کے باعث کاٹ کر رکھ لیا، اور وہ آج بھی ہمارے پاس موجود ہے۔ [احمد، طبرانی]

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ اپنی پیشانی کے بال نہ کٹواتے اور نہ کبھی ترشواتے تھے، صرف اس وجہ سے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار اس پر اپنا دست مبارک پھیر دیا تھا۔ [احمد، نسائی، بیہقی، ابن حبان، دارقطنی]

حضرت اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ ایک جبہ نکال کر فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جبہ ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا، اور جسے حضور

اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیب تن فرمایا کرتے تھے؛ تو ہم اسے دھو کر مریضوں کو پلاتی اور اس سے اُمید شفا رکھتی ہیں۔ [مسلم]

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت میں مدینہ پہنچا تو پہلے عبد اللہ بن سلام سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ میرے ساتھ گھر پر چلو، میں تمہیں اُس پیالے سے پانی پلاؤں گا جس سے سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی نوش فرمایا ہے۔ اور ایسی مسجد میں نماز پڑھواؤں گا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز اَدا فرمائی ہے۔ چنانچہ میں اُن کے ساتھ ہولیا، تو انھوں نے مجھ کو کھجور کھلا کر پانی پلوایا، اور اُن کی مسجد میں میں نے نماز اَدا کی۔ [بخاری]

جسمِ اَقدس و آثارِ مقدسہ کا بوسہ اور زیارتِ قبور

وفد عبد قیس کے ایک فرد حضرت زراع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ہم مدینہ منورہ میں پہنچے تو اپنی سواریوں سے اُترنے میں جلدی کرنے لگے، پھر انھوں نے آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ [ابوداؤد]

حضرت سدی اِس آیت کریمہ: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْــٴَـلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۔ [اے ایمان والو ایسی چیزوں کے بارے میں نہ پوچھا کرو کہ اگر تمہارے لیے ظاہر کردی جائیں تو تمہیں برا لگے] کے شانِ نزول کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ایک روز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بات پر کچھ ناراض ہوگئے، تو ہمارے سامنے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا، اور دورانِ خطبہ فرمایا :

سلوني فإنكم لا تسألوني عن شيئ إلا أنبئكم به .

لوگو! آج تمہیں جو کچھ پوچھنا ہو پوچھ لو، جس چیز کے بھی بارے میں

پوچھو گے میں یقیناً تمہیں اس کے بارے میں بتاؤں گا۔

چنانچہ ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: یہ بتائیں کہ میرا باپ کون ہے؛ کیوں کہ لوگ اسے دوسرے کا بیٹا کہہ کر بلاتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ ہے۔

یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اُٹھے اور آقاے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم چوم لیے، اور ساتھ ہی اقرار کیا کہ یا رسول اللہ! ہم اللہ کے رب ہونے اور اِسلام کے دین ہونے پر راضی ہیں۔ [ابن جریر طبری]

حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت میری توبہ کے متعلق آیت نازل ہوئی تو میں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کے مقدس سر، ہاتھ اور قدم چومنے کی اجازت مانگی تو آپ نے مرحمت فرمائی اور میں نے اُن کا بوسہ دیا۔ [ترمذی، ابوداؤد، طبرانی]

حضراتِ ابن شہاب اور موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل ثقیف پر اِسلام کو پیش کیا تو انھوں نے رد کردیا۔ واپسی پر آپ اُداسی کے عالم میں ایک دیوار کے سائے تلے بیٹھ گئے۔ اتنے میں عداس نامی ایک نصرانی غلام آیا جس کا تعلق اہل نینویٰ سے تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا: کس خطۂ زمین سے تمہارا تعلق ہے؟۔ کہنے لگا: اہل نینویٰ میں سے ہوں۔ فرمایا: اچھا، تمہارا تعلق اللہ کے نبی یونس بن متی کے شہر سے ہے۔

عداس حیرت سے پوچھنے لگا: لیکن آپ کو یونس کے بارے میں کس نے بتایا۔ آپ نے فرمایا: دراصل میں اللہ کا رسول ہوں، اور اللہ ہی نے مجھے اُن کے بارے میں خبردار کیا ہے۔ اِتنا سننا تھا کہ عداس سید ھے شاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے جھک کر آپ کے قدمانِ مبارک کو چومنے لگا۔ [بیہقی، سیوطی]

حضرت صفوان بن عسال بیان کرتے ہیں کہ دو یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، اور اُن آیات بینات کے بارے میں پوچھنے لگے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اُتری تھیں۔

جب معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا جواب انھیں عنایت فرمادیا، تو وہ آپ کے مبارک دست وپا کو چوم کر کہنے لگے: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ بے شک اللہ کے نبی ہیں۔ [ترمذی، نسائی، ابن ماجہ]

ابن جدعان کہتے ہیں کہ حضرت ثابت نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا آپ نے کبھی حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے چھونے کا شرف حاصل کیا ہے؟۔ فرمایا: ہاں!، تو انھوں نے حضرت انس کے ہاتھ پکڑ کر چوم لیے۔ [بخاری، احمد]

حضرت عبدالرحمٰن بن رزین کہتے ہیں کہ وہ اوران کے ساتھی حج کے اِرادے سے جارہے تھے، راستے میں مقام ربذہ میں پڑاؤ کیا، کسی نے بتایا کہ یہاں نبی علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت سلمہ بن اکوع بھی رہتے ہیں۔

چنانچہ ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور انھیں سلام کیا، پھر ہم نے ان سے کچھ پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے اس ہاتھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست حق پرست پر بیعت کی ہے، یہ کہہ کر انھوں نے اپنی بھری ہوئی ہتھیلی باہر نکالی، ہم نے کھڑے ہوکر اُن کی دونوں ہتھیلیوں کو بوسہ دیا۔ [بخاری]

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور پاؤں چوم رہے تھے۔ [بخاری]

حضرت یحییٰ بن حارث ذماری بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے ملاقات کا شرف نصیب ہوا تو پوچھا: کیا آپ نے اپنے اِن ہاتھوں سے حضور

تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کی ہے؟۔

انھوں نے فرمایا: ہاں!۔ میں نے عرض کی: پھر آپ اپنے ہاتھ میری طرف بڑھائیں کہ میں انھیں چومنے کا اعزاز حاصل کروں۔ چنانچہ انھوں نے اپنا ہاتھ میری طرف کیا اور میں نے اُن کا بوسہ دیا۔ [طبرانی، ہیثمی]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو جب بھی حضرت انس کا ہاتھ مل جاتا اُسے چومے بغیر نہ چھوڑتے تھے، اور ساتھ ہی فرماتے: 'یہ وہ ہاتھ ہے جسے خصوصی طور پر جسم رسالت کو مس کرنے کا شرف حاصل ہے'۔

اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جب بھی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ملتے تو اُن کا ہاتھ ضرور چومتے تھے۔

یوں ہی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ' عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاتھ کے ساتھ کرتے اور فرماتے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اہل بیت کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ [الزھد ابن المقری، الاصابہ ابن حجر عسقلانی، اسد الغابہ ابن اثیر، الاستیعاب ابن عبد البر]

حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت وہ مدینہ طیبہ سے ہجرت کر کے حضرت معاویہ کی خاطر داری میں ملک شام چلے گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: اے بلال! ہم سے کیوں روٹھ گئے ہو، اور یہ کیا بے رخی ہے؟۔

کرب و اضطراب کے عالم میں نیند سے بیدار ہوئے، سواری درست کی اور سیدھا عازم مدینہ ہوئے۔ روتے گڑگڑاتے روضۂ رسول علیہ السلام پر حاضر ہوئے، اور قبر مبارک پر اپنے چہرے کو مل مل کر عرض کرتے: یارسول اللہ! آپ نے مجھے اور بھی بے قرار کر دیا، (شام سے عاشق دل گیر کو بلایا اور خود قبر انور میں روپوش ہیں)۔ [ابن عساکر، اسد الغابہ]

ایک مرتبہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ قبر نبی کی زیارت کے لیے پہنچے تو قبر انور کا بوسہ دیا اور اپنے رخسار تُربت اقدس کی مٹی پر ملنے لگے۔ اتنے میں والی مدینہ مروان بن حکم وہاں آ پہنچا اور اُن کی گردن پکڑ کر سیدھا کرتے ہوئے کہا: کچھ پتا ہے کہ آپ کیا کر رہے ہیں؟۔

حضرت ابوایوب انصاری نے جواب دیا کہ اے خلیفہ! میں رسول اللہ کی بارگاہ میں آیا ہوں، کسی مٹی اور دہی (جمائے بت) کے پاس تھوڑے آیا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا: اُس وقت خوشی منانی چاہیے جب دین کے والی ذی صلاحیت لوگ ہوں؛ ورنہ نااہلوں کی حکمرانی میں سوائے کف افسوس وحزن ملنے کے اور کیا کیا جاسکتا ہے!۔ [ابن عساکر]

حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا قبر رسول پر حاضر ہوتی ہیں جہاں ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم موجود ہیں، کپکپاتے ہاتھوں قبر اقدس سے مٹھی بھر مٹی اُٹھاتی ہیں اور آنکھوں پر مل لیتی ہیں، پھر گرویدہ ہو کر عرض کرتی ہیں۔

ما ذا علي من شم تربة أحمد ☆ ان لا يشم مدى الزمان غواليا
صبت علي نوائب لو أنها ☆ صبت على الأيام عدن لياليا

یعنی اس شخص پر کیا ملامت ہو سکتی ہے جس نے تربت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سونگھا ہے کہ وہ رہتی دنیا تک قیمتی سے قیمتی خوشبوؤں کو نہ سونگھے۔ مجھ پر مصائب وشدائد کی وہ سیاہ راتیں آن پڑی ہیں کہ ان کو دنوں پر ڈالا جاتا تو راتوں میں تبدیل ہو جاتے۔ [کتاب الوفا، ابن جوزی]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بعد از وفات حاضر ہوئے، آپ کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ یا رسول اللہ! آپ کی موت وحیات دونوں پاکیزہ اور خوشبودار رہی۔ [بخاری، مسلم]

حضرت نافع، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار دوعالم نور

مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

من زار قبري وجبت له شفاعتي ، من حج ولم يزرني فقد جفاني ۔

یعنی جس نے میری قبر کی زیارت کی، اس کے حق میں میری شفاعت واجب ہوگئی ۔نیز جس نے حج کیا؛ مگر میری زیارت کو نہ آیا اس نے یقیناً مجھ پر ظلم کیا۔ [مالک، بیہقی، دار قطنی]

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں شہدا کی قبروں کی زیارت کے ارادے سے نکلے ۔جب ہم 'حرۂ واقم' نامی ایک ٹیلے پر پہنچے اور اس کے قریب ہوئے تو ہمیں کمان کی طرح خمدار کچھ قبریں دکھائی دیں ۔ہم نے پوچھا: یارسول اللہ ! ہمارے بھائیوں کی قبریں یہی ہیں ۔ فرمایا: یہ ہمارے اصحاب کی قبریں ہیں ۔پھر جب ہم وہاں سے نکل کر شہدا کی قبروں پر پہنچے تو آپ نے فرمایا: ہمارے بھائیوں کی قبریں یہ ہیں ۔ [ابوداؤد، احمد]

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے آتا ہے کہ انھوں نے منبر ومحراب کو چھوکر برکت حاصل کرنے کی اجازت دی ہے ۔اور استشہاد اس سے کیا ہے کہ امیر المومنین عمر بن خطاب، سعید بن مسیب اور یحییٰ بن سعید بھی ایسا کیا کرتے تھے ۔ [اقتضاء الصراط المستقیم ۔ابن تیمیہ]

حضرت عتبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی (بدو) آپہنچا، اور یوں عرض کرتا ہے: السلام علیک یا رسول اللہ ۔میں نے سنا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ (قرآن میں) فرماتا ہے :

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآؤُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (نساء:۴/۶۴)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اُن کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ کرنے والا مہربان پائیں۔

لہٰذا میں آپ کی بارگاہ میں بس اسی لیے آیا ہوں کہ میرے حق میں اللہ جل مجدہ سے دعائے مغفرت فرمادیں کہ وہ میرے گناہوں کو معاف فرمادے، پھر اس نے یہ شعر پڑھا۔

يا خير من دفنت بالقاع أعظمه

فطاب من طيبهن ألقاع والأكم

نفسي الفداء لقبر أنت ساكنه

فيه العفاف وفيه الجود والكرم

یعنی اے وہ بہترین (ہستیو!) جن کی مبارک استخوان اس زمین میں مدفون ہیں، پس ان (کے جسد اقدس) کی پاکیزہ خوشبو سے اس زمین کے ٹکڑے اور ٹیلے بھی معطر و پاکیزہ ہیں۔ (یارسول اللہ!) میری جان اس روضہ اقدس پر فدا ہو جس میں آپ آرام فرما ہیں، اور (آپ اپنی) اس قبر انور میں (بھی اسی طرح) پاکدامنی اور جود و کرم کا سرچشمہ اور منبع ہیں (جیسے اپنی ظاہری حیاتِ طیبہ میں تھے)۔

پھر وہ اعرابی پلٹ کر واپس چلا گیا۔ اور اس بیچ میری آنکھ لگ گئی، کیا دیکھتا ہوں کہ سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب میں تشریف لاکر فرمارہے ہیں کہ اے عُتبی! اُس اعرابی کے پاس جاؤ اور اُسے یہ خوش خبری سنادو کہ اللہ نے یقیناً تیرے گناہ معاف فرمادیے ہیں۔ [ابن کثیر]

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین عمل میں آجانے کے تین روز بعد ایک اعرابی قبر النبی کے پاس آیا اور قبر پر لوٹنے لگا،

پھر اس کی مٹی اپنے سر پر ڈالتے ہوئے گویا ہوا: یا رسول اللہ! آپ نے ہم سے ارشاد فرمایا تو ہم نے آپ کا ارشاد سنا۔ آپ نے اللہ کی آیتیں سنائیں تو ہم نے آپ سے سن کر انھیں یاد کرلیا، اور آپ پر نازل شدہ آیتوں میں ایک یہ بھی ہے :

وَلَو اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوٓا اَنْفُسَهُمْ جَآؤُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ
وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا o (نساء:۶۴/۴)

اور اب شومیِ قسمت سے میں اپنی جان پر ظلم کر بیٹھا ہوں اور آپ کی بارگاہ میں مغفرت وبخشش کا سوال لے کر آیا ہوں؛ لہٰذا خدا سے سفارش فرمادیں۔ فوراً قبر رسول سے آواز آئی: 'جاؤ تمہیں بخشش کا پروانہ سنایا جاتا ہے'۔ [قرطبی]

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اپنے گھر میں بے پردہ داخل ہوجایا کرتی تھی، یہ سوچ کر کہ اس میں میرے والد اور شوہر (مدفون) ہیں؛ لیکن جب حضرت عمر فاروق کی تدفین بھی اس میں عمل میں آئی، تو عمر سے لحاظ وحیا کی وجہ سے کبھی اس میں بے پردہ داخل نہ ہوئی۔ [احمد، حاکم]

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

ما من رجل يزور قبر اخيه ويجلس عنده إلا استأنس به .

یعنی جب کوئی شخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کے لیے جاتا ہے اور جب تک وہاں بیٹھا رہتا ہے مردہ اس سے مانوس ہوتا رہتا ہے۔

[طبرانی]

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

إن جبريل أتاني فقال : ان ربک عزوجل يأمرک أن تأتي أهل البقيع وتستغفر لهم ۔

یعنی حضرت جبرئیل میرے پاس یہ پیغام لے کر آئے کہ آپ کا رب آپ کو یہ حکم فرماتا ہے کہ اہلِ بقیع کی قبروں پر جاتے، اور اُن کے لیے بخشش و مغفرت کی دعا فرماتے رہا کریں۔ [مسلم]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

إذا مر الرجل بقبر يعرفه فسلم عليه رد السلام وعرفه وإذا مر بقبر لا يعرفه فسلم عليه رد السلام ۔

یعنی جب کوئی شخص اپنے کسی جاننے والے کی قبر سے گزرے اور اس پر سلام کرے تو وہ نہ صرف اس کا جواب دیتا ہے بلکہ اسے پہچان بھی لیتا ہے۔ اور اگر کسی غیر معروف قبر سے گزرے اور سلام کرے تو وہ صرف اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ [بیہقی]

قرآن عبادت و منافع کا سرچشمہ

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

اقرء وا علىٰ موتاكم يٰس ۔

یعنی تم اپنے مردوں پر یٰسین پڑھا کرو۔ [احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من دخل المقابر فقرأ سورة يس خفف الله عنهم، وكان له بعدد من فيها حسنات ۔

یعنی جو شخص کسی مقبرے میں پہنچ کر سورۂ یٰسین کی تلاوت کرے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ (اس کی برکت سے) مُردوں کے عذاب میں تخفیف فرمائے گا، اور اس پڑھنے والے کو قبرستان کے سارے مُردوں کے برابر نیکیاں عطا کی جائیں گی۔

[احمد]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ مُردے پر فاتحہ پڑھتے ہیں؟۔فرمایا: (ہاں! اور ایسا کیوں نہ کروں کہ) یہ عمل اس نے کیا ہے جو مجھ سے اور تجھ سے بہتر ہے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ [بخاری]

یوں ہی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ کیا آپ مُردے پر فاتحہ پڑھتے ہیں؟۔فرمایا: (ہاں! اور ایسا کیوں نہ کروں کہ) یہ عمل اس نے کیا ہے جو مجھ سے اور تم سے بہتر ہے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ [مسلم]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر کے دوران ہم آرام کرنے کے لیے ایک بستی میں اُترے۔ اتنے میں ایک بچی یہ کہتے ہوئے ہمارے پاس آئی کہ سردارِ قوم بیمار ہے، اور گھر پر کوئی اس کی دیکھ ریکھ کرنے والا بھی نہیں تو کیا آپ میں سے کوئی دعا تعویذ کرنا جانتا ہے؟۔

چنانچہ ہم میں سے ایک شخص اُٹھا اور ہمیں نہیں معلوم تھا کہ وہ دعا تعویذ میں شد بد رکھتا ہے۔ خیر! اس نے جا کر اس پر دم درود کیا تو اس بیمار کو شفا مل گئی۔ سردارِ قوم نے خوشی میں اُسے تیس بکریاں دیں اور دودھ کے ذریعہ ہماری ضیافت کی۔

جب وہ بکریوں کا ریوڑ لے کر ہمارے پاس پہنچا تو ہم نے حیرت سے پوچھا کہ تم یہ دم درود کا ہنر کہاں سے سیکھ لیا؟۔ اس نے کہا: یہ دم درود اس کے سوا کچھ نہیں کہ میں نے اس پر سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کر دیا تھا (جس سے اس کو شفا مل گئی)۔

ہم نے کہا کہ ابھی اس مسئلے میں کچھ بحث و مباحثہ بے کار ہے۔ چلو معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچ کر ساری صورتِ حال بیان کر کے فیصلہ کرا لیں گے۔ چنانچہ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو ہم نے یہ معاملہ بارگاہِ رسالت میں پیش کیا۔

آپ نے فرمایا: آخر اُس کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ میں شفا رکھ دی گئی ہے۔ خیر! (اس نے جو کیا اچھا کیا) اب اس کا ہدیہ آپس میں تقسیم کر لو، اور ایک حصہ میرا بھی رکھ دینا۔ [موطا، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی]

جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ بیٹھے قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے کہ ایک شخص آ کر عرض کرنے لگا: میری بیوی کوئی پانچ سال سے حاملہ ہے۔ اس کے لیے سورۂ فاتحہ پڑھ کر دعا فرما دیں، شاید اللہ اس کی مشکل آسان فرما دے۔

یہ سن کر حضرت سعید بن مسیب نے فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا کہ وہ اس قسم کی حاجتیں لے کر ہمارے پاس چلے آتے ہیں، کیا انھوں نے ہمیں نبی سمجھ رکھا ہے؟۔ خیر! آپ نے فرمایا: لوگو! فاتحہ پڑھو شاید اس کی برکت سے اس کا مسئلہ حل ہو جائے۔

چنانچہ لوگوں نے فاتحہ پڑھا۔ اور وہ شخص وہاں سے اُٹھ کر چلا گیا۔ پھر کچھ ہی روز کے بعد لوٹ کر آیا اور کہنے لگا کہ (آپ کے فاتحہ کی برکت سے) ایک بچے کی ولادت ہوئی ہے جس کے سامنے کے دانت تک نکل آئے ہیں۔ [قرطبی]

توسل، اِستغاثہ اور شفاعت

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام سے تسامح ہوگیا تو انھوں نے یوں دعا کی:

اللّٰھم إني اسالک بحق محمد ألا غفرت لي ؟.

یعنی اے اللہ! میں تجھ سے محمد کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں، کیا میری خطا معاف نہ فرمائے گا؟۔

یہ سن کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پوچھا: اے آدم! محمد کا پتا تمھیں کیسے چلا؟۔ کہنے لگے: اے اللہ! جس وقت تو نے میری تخلیق فرمائی، اور میں نے اپنا سر اوپر اُٹھایا تو (ہر طرف حتیٰ کہ) عرش کے پایوں پر لکھا دیکھا: ’لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘۔

بس وہیں سے میں نے جان لیا کہ جس شخصیت کو تو نے اپنے نام کے ساتھ ملانے کا اِعزاز بخشا ہے یقیناً وہ کوئی بڑی برگزیدہ اور عظیم ہستی ہوگی۔

اللہ رب العزت نے فرمایا: اے آدم! تو نے سچی بات کہی۔ یقیناً بھری کائنات میں وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب وعزیز ہے۔ اب جب تو نے اُن کا وسیلہ دے کر سوال کر دیا ہے تو جاؤ تمھیں بخشا جاتا ہے۔ (اور یاد رکھنا کہ) اگر محمد نہ ہوتے تو تمھیں بھی نہ پیدا کیا جاتا۔ **[طبرانی، بیہقی، حاکم]**

حضرت وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک بدکار شخص تھا جس نے مدتوں خداوند قدوس کی نافرمانی کی تھی۔ جب اس کا اِنتقال ہوا تو لوگوں نے اسے اُٹھاکر کوڑا کرکٹ کی جگہ پر پھینک دیا۔

اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ جاؤ اور اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ عرض کیا: اے پروردگار! وہ تو بڑا گنہ گار شخص تھا، اور بنی اسرائیلیوں کی شہادت

کے مطابق اس نے ساری زندگی تیری حکم عدولی کی ہے۔

اللہ جل مجدہ نے فرمایا: موسیٰ! بے شک بات یہی ہے؛ لیکن تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ شخص جب بھی تورات کھولتا اور اس کی نظر نام محمد (ﷺ) پر پڑتی تو وہ اسے چوم کر اپنی آنکھوں سے لگالیا کرتا، اور ان پر درود بھیجتا تھا، بس اس کا یہی عمل مجھے پسند آ گیا ہے، اور میں نے اس کے سارے گناہ بخش دیے ہیں۔ [ابونعیم، سیوطی]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ یہودِ خیبر ہمیشہ قبیلہ غطفان سے لڑتے بھڑتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ آپس کی لڑائی میں یہودِ خیبر شکست کھانے کے قریب تھے کہ انھوں نے ان الفاظ کے ساتھ دعا کردی:

اللّٰھم إنا نسالک بحق محمد النبي الأمي الا نصرتنا علیھم.

یعنی اے اللہ! ہم نبی اُمی محمد کے وسیلے سے تیری بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ ہمیں ان پر مدد و نصرت عطا فرما۔

اس دعا نے لڑائی کا سارا نقشہ پلٹ دیا اور غطفانیوں کو شرمناک شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ [حاکم، بیہقی]

حضرت خالد بن سعید اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ بکر بن وائل کے لوگ حج کے موسم میں مکہ معظمہ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن پر اسلام پیش کیا، تو وہ کہنے لگے: ابھی ذرا ٹھہریں، ہمارے سردار حارث کو آ لینے دیں۔

جب وہ آئے تو کہنے لگے: دراصل ہمارے اور اہل فارس کے درمیان جنگ چھڑی ہوئی ہے، اس سے نمٹنے کے بعد پھر آپ کی دعوت پر غور وفکر کریں گے۔ پھر جب وہ 'ذی قار' میں باہم ملے تو اُن کے سردار نے پوچھا: جس شخص نے تمھیں دعوتِ دین دی ہے اس کا نام کیا تھا؟۔

لوگوں نے کہا: محمد۔ کہنے لگا: یقیناً وہ تمہارا حقیقی مقتدیٰ ہے۔ چنانچہ اہل فارس کی جنگ میں اِن لوگوں کو فتح و نصرت نصیب ہوئی۔ جب سرکار دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا: 'وہ لوگ میرے وسیلے سے فتحیاب وظفریاب ہوئے ہیں'۔ [ابونعیم، تاریخ بخاری]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک اعرابی نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر قحط سالی کی شکایت کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی تو فوراً آسمان بارش برسانے لگا۔

یہ دیکھ کر حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر آج ابو طالب حیات ہوتے تو یہ دیکھ کر اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔ ہمیں ان کا شعر کون سنائے گا؟۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے کہا: یارسول اللہ! شاید آپ کی مراد اُن کے اِس شعر سے ہے۔

وابیض یستسقی الغمام بوجهه

ثمال الیتامیٰ عصمة للأرامل

یعنی وہ گورے چہرے والے) جن کے توسل سے بارش مانگی جاتی ہے،
یتیموں کے والی، بیواؤں کے سہارا ہیں۔ [بخاری]

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم بارگاہِ رسالت میں موجود تھے کہ اتنے میں ایک نابینا شخص حاضر ہوا اور اپنی آنکھ سے ہاتھ دھو بیٹھنے کا شکوہ کرتے ہوئے کہنے لگا: یارسول اللہ! میرا کوئی سہارا نہیں، اور یہ نابینائی اب مجھ سے سہی نہیں جارہی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خوب اچھی طرح وضو کرکے دو رکعت نماز اُدا کرو، پھر یہ دعا پڑھو :

اللّٰهم إني أسالک و أتوجه إليک بنبيک محمد صلى الله عليه و آله وسلم نبي الرحمة، يا محمد اني أتوجه بک إلى ربک فيجلي لي عن بصري ۔ اللّٰهم شفعه في وشفعني في نفسي ۔

حضرت عثمان بن حنیف کہتے ہیں کہ قسم بخدا! ابھی بہت دیر بھی نہ ہوئی تھی، ہم ہنوز مجلس نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ شخص (انکھیارا ہوکر) واپس آیا، اور ایسا لگ رہا تھا کہ اس کی آنکھ میں کبھی کوئی شکایت تھی ہی نہیں! [ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! ہم آپ کے پاس اس حال میں آئے ہیں کہ (قحط سالی نے) نہ ہمارے بچوں کے کھانے کی کوئی چیز چھوڑی، اور نہ سواری کے لیے اونٹ۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

أتيتک والعذراء تدمي لبانها
وقد شغلت أم الصبي عن الطفل

والقى بكفيه الفتى لاستكانة
من الجوع هونا ما يمر ولا يحلي

ولا شيئ مما يأكل الناس عندنا
سوى الحنظل العامي والعلص العنصل

وليس لنا إلا إليک فرارنا
وأين فرار الناس إلا إلى الرسل

یعنی ہم در دولت پر شدت قحط کی ایسی حالت میں حاضر ہوئے کہ جو کنواری لڑکیاں ہیں (جنہیں ان کے والدین بہت عزیز رکھتے ہیں، ناداری کے باعث

خادمہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے، کام کاج کرتے کرتے اُن کے بیٹے شق
ہوگئے) اُن کی چھاتیوں سے خون بہہ رہا ہے، اور مائیں بچوں کو بھول گئی ہیں۔
جوان قوی کو اگر کوئی لڑکی دونوں ہاتھوں سے دھکا دے تو ضعف گرسنگی سے
عاجزانہ زمین پر ایسا گر پڑتا ہے کہ منہ سے کڑوی میٹھی بات نہیں نکلتی۔
(یارسول اللہ!) ہمارے پاس ایسی کوئی چیز نہیں بچی جسے کھا کر ہم اپنی بھوک کی
آگ بجھائیں، سوائے کڑوے کسیلے پھلوں اور جنگلی پیازوں کے۔
اور ہمارا حضور کے سوا کون ہے جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں!،
اور پھر مخلوق کی رسولوں کی بارگاہ کے علاوہ اور جائے پناہ ہے ہی کہاں!!۔

اس کی یہ داستانِ خونچکاں سن کر سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ردائے مبارک سنبھالتے ہوئے کھڑے ہوئے اور منبر پر چڑھ کر آپ نے ہاتھ بلند کر کے یوں دعا کی: 'اے اللہ! ہمیں سیراب فرما'۔

ابھی پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کے بعد اپنے ہاتھ چہرے پر پھیرے بھی نہ تھے کہ بادل اُمنڈتا ہوا آیا اور خوب برسا۔ پھر دیہاتی چیختے ہوئے آئے کہ یارسول اللہ! بارش کی کثرت سے لگ رہا ہے کہ ہمیں ڈبو دے گی۔ آپ نے پھر دعا فرمائی: 'اے اللہ! یہ بارش مدینہ کے اِردگرد برسا، اور اب ہم سے اُٹھا لے'۔ [ابوداؤد]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دایہ اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے پاس تشریف لے آئے، اور ان کے سرہانے بیٹھ کر فرمایا: اے میری ماں کے بعد میری ماں! اللہ تم پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ پھر آپ نے اُن کی ثنا و توصیف بیان فرمائی، اپنی چادر میں اُن کی تکفین کرائی، اور اُن کی قبر کھودنے کا حکم فرمایا، جب قبر لحد کے قریب تک پہنچ گئی تو آپ نے خود اپنے ہاتھ سے کھودا

اوراس کی مٹی اپنے ہاتھ سے نکالی، پھر اس میں لیٹ کر (اسے متبرک کرتے ہوئے) فرمایا

اللّٰــه الـذي يـحي ويميت وهو حي لايموت، اغفر لأمي فاطمة بنت أسد ووسع عليها مدخلها، بحق نبيک والأنبياء الذين من قبلي فإنک أرحم الراحمين ۔

یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی زندگی اور موت دیتا ہے، اور وہ خود زندہ اور موت سے پاک ہے۔میری ماں فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما، اور ان کی قبر کشادہ فرما اپنے محبوب نبی اور دیگر انبیاے سابقین کے طفیل؛ بے شک تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ [طبرانی، ابن حبان، حاکم]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا سے پردہ فرمایا، ابوبکر رضی اللہ عنہ خبر ملتے ہی دوڑے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے، چہرۂ مبارک سے پردہ ہٹایا، جھک کر بوسہ دیا، اور روتے ہوئے فرمایا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کی موت وحیات دونوں کتنی پاکیزہ رہی۔پیارے آقا اپنے رب کے حضور ہمیں بھی یاد رکھیے گا۔ [احمد، ابن ماجہ، بخاری]

اہل مدینہ قحط کے شکار ہوئے تو حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس شکایت لے کر آئے۔ آپ نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے پاس جاؤ، اور چھت میں ہلکا سا سوراخ کردو کہ آپ کے اور آسمان کے درمیان کچھ حائل نہ ہو۔چنانچہ جب لوگوں نے ایسا کیا تو مدینہ کے اندر وہ بارش ہوئی کہ سوکھی کھیتیاں لہلہا اُٹھیں، اور لاغر اونٹ ایسے فربہ ہوگئے کہ لگتا تھا چربی سے پھٹ جائیں گے؛ چنانچہ اس سال کا نام ہی 'عام الفتق' پڑ گیا۔ [دارمی]

اَعمش حضرت مالک رضی اللہ عنہ کے طریق سے بیان کرتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قحط کا شکار ہوئے تو قبر النبی کے پاس آکر عرض

کرنے لگے: یا رسول اللہ! اُمت پر نگاہِ کرم فرمائیں، وہ پانی کے بغیر ہلاک ہوئی جاتی ہے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں آکر فرمایا: عمر فاروق کے پاس جاؤ، اوران سے میرا اسلام پیش کر کے کہنا کہ لوگ بہت جلد سیراب کیے جانے والے ہیں، نیز ان سے یہ بھی کہنا کہ (دین کے دشمن تمہاری جان لینے کے درپے ہیں اُن سے) ہوشیار رہو، ہوشیار رہو۔

چنانچہ وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور انھیں ساری بات بتا دی۔ یہ سن کر وہ رو پڑے اور فرمایا: اے پروردگار! میں کوتا ہی نہیں کرتا؛ مگر یہ کہ کسی کام میں عاجز ہو جاؤں۔ [بیہقی]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب بھی قحط کا شکار ہوتے، عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش طلب کرتے ہوئے یوں فرماتے:

اللّٰھم انا کنا إذا قحطنا توسلنا إلیک بنبینا فتسقینا، وانا نتوسل إلیک بعم نبینا محمد ﷺ فاسقنا.

یعنی اے پروردگار! ہم جب بھی قحط کا شکار ہوئے تیرے نبی کے وسیلے سے دعا مانگتے رہے اور بارش پاتے رہے؛ لیکن (تیرے محبوب کے وصال فرما جانے کے بعد) اب ہم اپنے نبی محمد رسول اللہ کے چچا کے وسیلے سے بارش کی دعا کرتے ہیں تو ہمیں سیراب فرما۔

تو اس کی برکت سے انھیں بارش عطا کر دی جاتی۔ [بخاری]

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

إن خیر التابعین رجل یقال له أویس، وله والدة وکان به

بیاض فمروہ فلیستغفر لکم ۔

یعنی خیرالتابعین ایک ایسا شخص ہے جسے اویس کہتے ہیں۔ اس کی ایک ضعیف والدہ ہے (جس کی خدمت نے اسے میرے پاس آنے کا موقع نہ دیا)، اس کے ہاتھ میں سفیدی ہے، تم اس کے پاس جاؤ اور اپنے لیے مغفرت کی دعا کرواؤ۔ [مسلم]

صاحب السنن امام ترمذی ان کلمات کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے :

اللّٰهم بحرمة الحسن و أخيه وجده وبنيه و أمه و أبيه نجني من الغم الذي أنا فيه ياحي ياقيوم يا ذا الجلال و الإكرام أسالك أن تحي قلبي بنور معرفتك يا الله يا الله يا أرحم الراحمين .

یعنی اے اللہ! حسن، اُن کے بھائی، اُن کے نانا، اُن کے بیٹوں، اور اُن کے ماں باپ کے وسیلے سے میں دعا کرتا ہوں کہ تو مجھے افکار و آلام سے نجات عطا فرما۔ اے حی و قیوم، اے ذی الجلال والاکرام! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے دل کو اپنی معرفت کے نور سے زندہ فرما دے۔ اے اللہ، اے اللہ اے اللہ، اے ارحم الراحمین ۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ جس وقت بغداد میں ہوتے تھے، امام ابوحنیفہ سے توسل کیا کرتے تھے، اُن کی قبر کے پاس آتے، زیارت کرتے، اور انھیں سلام کرکے پھر اُن کے توسل سے خدا کی بارگاہ میں اپنی حاجت کی بر آری کی دعا فرماتے ۔

امام احمد بن حنبل امام شافعی رضی اللہ عنہما سے توسل کیا کرتے تھے۔ (اور تو اور) خود آپ کے صاحبزادے عبد اللہ کو اس پر بڑا تعجب ہوتا تھا۔ تو اُن کی حیرت کو دور کرتے ہوئے امام احمد نے فرمایا: بیٹے! امام شافعی کی حیثیت لوگوں کے لیے آفتاب اور بدن کے لیے عافیت کی مانند ہے۔ [ابن حجر عسقلانی – تراجم، الدرر السنیۃ – احمد زینی دحلان]

جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے گروہ کے خلاف اہل اسلام کا شعار یہ تھا کہ وہ امتیاز و نصرت کے لیے یوں پکارتے تھے: وامحمداہ......وامحمداہ۔ [سیرۃ، غزوات]

روزِ قیامت سے متعلق حدیث شفاعت کے مضمون میں یہ آتا ہے کہ لوگ انبیاے کرام سے مدد طلب کریں گے، وہ آدم کے پاس، پھر موسیٰ کے پاس، پھر محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں گے۔ [بخاری]

حضرت مانع دیلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لولا عباد اللّٰہ رکع وصبیة رضع وبھائم رتع لصب علیکم العذاب صبا ثم رض رضا .

یعنی اگر اللہ کے کچھ خاص بندے رکوع سجود نہ کرتے، بچے دودھ نہ پیتے، چوپائے نہ چرتے تو تم پر بڑے عذاب آتے، اور خوب پٹائی ہوتی۔
[طبرانی، بیہقی]

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إذا أضل أحدکم شیئا أو أراد عونا وھو بأرض لیس بھا أنیس فلیقل یا عباد اللّٰہ أعینوني فإن للّٰہ عباداً لاتراھم .

یعنی تم میں جب کوئی چیز بھول جائے، یا مدد کا خواستگار ہو اور کسی غیر مانوس جگہ پر ہو تو وہ یوں عرض کرے: 'اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو'۔ کیوں کہ اللہ کے کچھ اس طرح کے بندے ہیں، مگر تم انھیں دیکھ نہیں سکتے۔ [طبرانی]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إن لله ملائكة في الأرض سوى الحفظة يكتبون ما يسقط ورق الشجرة فإذا أصاب أحدكم عرجة بأرض فلاة فليناد أعينوني يا عباد الله ۔

یعنی بے شک زمین میں کراماً کاتبین کے علاوہ اللہ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو درخت سے گرتے پتوں کو بھی لکھتے ہیں؛ لہٰذا تم میں جب کوئی کسی ویران جگہ میں غم والم کا شکار ہو جائے تو وہ یہ ضرور کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ [طبرانی]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إذا انفلتت دابة أحدكم بأرض فلاة فليناد يا عباد الله أحبسوا يا عباد الله أحبسوا فإن لله حاضرا في الأرض سيحبسه ۔

یعنی اگر تم میں سے کسی کی سواری جنگل بیاباں میں گم ہو جائے۔ تو اسے یوں ندا کرنی چاہیے: اے اللہ کے بندو! میری سواری پکڑا دو، اے اللہ کے بندو! میری سواری پکڑا کر تمہیں میری مدد کرو؛ کیوں کہ زمین میں اللہ کے کچھ ایسے بندے ہیں وہ تمہیں تمہاری سواری پکڑا دیں گے۔ [ابویعلی، طبرانی، ہیثمی]

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أعطيت خمسا لم يعطهن نبي قبلي: بعثت إلى الأحمر والأسود ونصرت بالرعب مسيرة شهر وجعلت لي الأرض مسجدا وطهورا، وأحلت لي الغنائم، وأعطيت الشفاعة، وانه ليس من نبي إلا وقد قدم الشفاعة وإني أخرت شفاعتي لمن مات من أمتي لا يشرك بالله شيئا ۔

یعنی مجھے پانچ ایسی خوبیاں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ دی گئیں: میری بعثت سرخ وسیاہ سب کے لیے عام کی گئی۔ مہینے کی مسافت سے رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی۔ سارا خطۂ زمین میرے لیے پاک اور جائے سجدہ بنادیا گیا۔ مالِ غنیمت میرے لیے حلال ہوگیا۔ اور مجھے تاجِ شفاعت پہنایا گیا۔ مجھ سے پہلے جتنے انبیا ہوگزرے ہیں سب نے حق شفاعت استعمال کرلیا لیکن میں نے اپنی شفاعت شرک باللہ سے پاک ہوکر مرنے والے اپنے اُمتیوں کے حق میں محفوظ کرلی ہے۔ [احمد، ترمذی]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من استطاع أن يموت بالمدينة فليمت بها فإني أشفع لمن يموت بها .

یعنی جو شخص مدینے میں مرنے کی قدرت رکھتا ہے اسے وہیں مرنا چاہیے؛ کیوں کہ وہاں پر مرنے والے میری شفاعت سے یقیناً حصہ پائیں گے۔ [احمد، ترمذی]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

شفاعتي لأهل الكبائر من أمتي .

یعنی میری شفاعت (خصوصاً) میرے اُن اُمتیوں کے لیے ہے جو (کسی وجہ سے) کبیرہ گناہ کربیٹھے ہیں۔ [ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ]

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما من ميت تصلي عليه أمة من المسلمين يبلغون مائة

كلهم يشفعون له إلا شفعوا فيه .

یعنی جس کسی میت پر سو(۱۰۰) مسلمان نمازِ جنازہ پڑھیں اور اس کی مغفرت کی دعا کریں تو اُن کی دعا اس کے حق میں یقیناً قبول کر لی جائے گی۔ [مسلم]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مصطفےٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم وعیسیٰ علیہما السلام کے اقوال - جو انھوں نے اپنی قوم کے تعلق سے فرمائے تھے - دہرانے کے بعد اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے یوں عرض کیا :

اللّٰهم أمتي اللّٰهم أمتي وبكى فأمر اللّٰه تعالىٰ جبريل أن ينزل ويقول للنبي: انا سنرضيك في أمتك ولانسوءك .

یعنی اے اللہ! میری اُمت (کا بھلا فرما)، اے اللہ! میری اُمت (کی مدد فرما) یہ کہتے ہوئے رو پڑے۔ اللہ کی طرف سے حکم ہوا کہ اے جبرئیل! جاؤ اور نبی کریم سے کہہ دو کہ آپ کی اُمت کے سلسلے میں ہم آپ کو خوش کر دیں گے ناامید نہ کریں گے۔ [ابن جریر طبری]

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ بیان کرتے ہیں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

أشفع لأمتي حتىٰ يناديني ربي أرضيت يا محمد؟ فأقول أى ربي رضيت .

یعنی میں اپنی اُمت کے بارے میں (اِس قدر) شفاعت کروں گا کہ پروردگار مجھ سے فرمائے گا: اے محمد! کیا اب خوش ہو گئے ہیں؟۔ تو میں عرض کروں گا: ہاں! میرے مولا اَب میں خوش ہوں۔

[طبرانی، بزار]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے ارشاد فرمایا :

أنا سيد ولد آدم يوم القيامة وأول من ينشق عنه القبر وأول شافع وأول مشفع ۔

یعنی میدانِ قیامت میں اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔ سب سے پہلے میری قبر کھولی جائے گی۔ سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور قبول کی جائے گی۔ [مسلم، ابوداؤد]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

شفاعة الأنبياء ثم العلماء ثم الشهداء ثم سائر المؤمنين ومن بقي من الذين آمنوا يخرج بفضل الله فلا يخلد في النار من كان في قلبه ذرة من الإيمان ۔

یعنی انبیائے کرام شفاعت کریں گے، پھر علما، پھر شہدا، پھر سارے مومنین۔ اس کے بعد جو اہلِ ایمان (اپنے گناہوں کے باعث دوزخ میں پڑے ہوں گے) انھیں اللہ کے فضل وکرم سے نکالا جائے گا؛ کیوں کہ جس کے دل میں ذرّہ برابر ایمان کی رمق ہوگی وہ جہنم میں ہمیشہ نہ رہے گا۔ [بخاری، مسلم، ابن ماجہ]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

يدخل الجنة بشفاعة رجل من أمتي أكثر من بني تميم قالوا سواک قال سوای ۔

یعنی میری اُمت کے ایک شخص کی شفاعت سے قبیلہ بنوتمیم سے زیادہ لوگ جنت میں داخل کیے جائیں گے۔ عرض کیا گیا: (یارسول اللہ!) کیا آپ (کی شفاعت) کے علاوہ؟ فرمایا: ہاں! میرے علاوہ۔ [ترمذی، حاکم]

اُمت محمدیہ سے شرک باللہ کی نفی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مصطفےٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

أتخوف علیٰ أمتي الشرک والشهوة الخفية ۔

یعنی مجھے اپنی اُمت کے شرک اور خفیہ شہوت میں مبتلا ہونے کا ڈر لگتا ہے۔

میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ کی اُمت آپ کے بعد شرک میں مبتلا ہوجائے گی؟ ۔فرمایا: ہاں! لیکن میری مراد یہ نہیں کہ وہ چاند وسورج یا پتھر و بت کی پوجا کرنا شروع کردیں گے؛ بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ دکھاوے کے عمل کریں گے۔

اور پوشیدہ شہوت کا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے کوئی ایک روزے سے ہوگا؛ لیکن جب اسے کوئی شہوت انگیز چیز پیش کی جائے گی تو وہ روزہ توڑ دے گا (اور شہوت میں مبتلا ہوجائے گا)۔ [احمد]

حضرت عبد اللہ بن عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ حضور آقاے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

إني واللّٰه ما أخاف عليكم أن تشركوا من بعدي ولكن أخاف عليكم أن تنافسوا الدنيا ۔

یعنی قسم بخدا مجھے اس بات کا خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہوگے؛ لیکن مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ تم میں دنیا طلبی بڑھ جائے گی۔ [بخاری، مسلم، احمد، طبرانی]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کو فتح فرمایا، تو ابلیس دہاڑے مار کر رونے لگا۔ جب اس کی ذرّیت اس کے اِردگرد جمع ہوئی تو اس نے دلگیر ہوکر کہا: تم لوگوں کے حصے میں یہ محرومی لکھ دی گئی

ہے کہ آج کے بعد تم اُمتِ محمدیہ کو کبھی شرک میں مبتلا نہ کر سکو گے۔ [ابو یعلی، سیوطی]

ذِکرِ اِلٰہی اور حلقہ کی حقیقت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

إذا أصبح ابن آدم فإن الأعضاء كلها تكفر اللسان فتقول اتق اللّٰـه فينا فإنا نحن بك إن استقمت استقمنا و إن اعوججت اعوججنا .

یعنی جب ایک آدمی صبح کرتا ہے تو اس کے سارے اعضا زبان کے روبرو یوں عرض گزار ہوتے ہیں کہ اے زبان! خدا کے واسطے تو ہمارے بارے میں اللہ سے ڈر؛ کیوں کہ ہم تیرے تابع ہیں۔ اگر تو سیدھی رہی تو ہم سلامت رہیں گے، اور اگر تو بگڑی تو ہماری خیر نہیں۔ [ترمذی]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

أربع من أعطيهن فقد أعطي خير الدنيا والآخرة قلب شاكر، ولسان ذاكر، وبدن على البلاء صابر، وزوجة لاتبغيه خونا في نفسها ولا ماله .

یعنی جس شخص کو چار چیزیں مل گئیں سمجھو اُسے دارین کی خیر وسعادت مل گئی۔ شکر گزار دل، ذکر کرنے والی زبان، آزمائش پر صبر کرنے والا بدن، اور اپنی ذات نیز شوہر کے مال میں خیانت نہ کرنے والی بیوی۔ [بیہقی]

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی

کہ یا رسول اللہ! مجھے کچھ وصیت فرمائیں، تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

علیک بتلاوۃ القرآن وذکر اللّٰہ عزوجل فإنہ ذکر لک في السماء ونور لک في الأرض ۔

یعنی تلاوتِ قرآن اور ذکرِ الٰہی کا اِلتزام کرتے رہو؛ کیوں کہ اس کی برکت یہ ہوگی کہ آسمان میں تمہارا ذکر ہوگا اور زمین میں تمہیں روشنی میسر آئے گی ۔ [بیہقی]

حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو عذرہ کے تین آدمیوں کی ایک جماعت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اِسلام قبول کیا۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابۂ کرام سے فرمایا کہ ان کی کفالت کون کرے گا؟۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو پیش کردیا؛ چنانچہ یہ لوگ حضرت طلحہ کے پاس رہنے لگے۔

اس دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر روانہ فرمایا تو ان میں سے بھی ایک آدمی اس میں شریک ہوگیا اور وہیں جامِ شہادت نوش کرلیا۔

کچھ عرصے کے بعد حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور لشکر روانہ فرمایا تو دوسرا آدمی بھی شریک ہوگیا اور اسی دوران وہ بھی شہید ہوگیا، جب کہ تیسرے شخص کا اِنتقال طبعی موت سے ہوگیا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں ان تینوں کو- جو میرے پاس رہتے تھے- جنت میں دیکھا، ان میں سے جس کی موت طبعی ہوئی تھی وہ ان دونوں سے آگے تھا، بعد میں شہید ہونے والا دوسرے درجے پر تھا اور سب سے پہلے شہید ہونے والا سب سے آخر میں تھا، مجھے اس پر بڑا تعجب ہوا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا :

وما أنكرت من ذلك؟ ليس أحد أفضل عند الله من مؤمن يعمر في الإسلام لتسبيحه وتهليله وتكبيره۔

یعنی تمہیں اس پر تعجب کیوں کر ہوا؟، اللہ کی بارگاہ میں اس مؤمن سے افضل کوئی نہیں ہے جسے حالت اسلام میں لمبی عمر دی گئی ہو، اس کی تسبیح وتکبیر اور تہلیل کی وجہ سے۔ [احمد]

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب تہائی رات گزر جاتی تو مصطفےٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھ جاتے اور فرماتے: 'اے لوگو! اللہ کا ذکر کرو، اور ذکر الٰہی میں مشغول ہوجاؤ۔ ہر چیز کو جھنجوڑنے والی شے آیا چاہتی ہے، پھر اس کے پیچھے آنے والا ایک اور زلزلہ آئے گا۔ نیز موت اپنی ہلاکت سامانیوں کے ساتھ آپہنچی ہے۔ [ترمذی]

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سونا اور چاندی کا ستیاناس ہو۔ یہ سن کر صحابۂ کرام سکتے میں آگئے، اور عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! پھر کس طرح کا مال ہم اپنے پاس رکھیں؟۔ فرمایا:

لسانا ذاكرا وقلبا شاكرا وزوجة تعين أحدكم علىٰ دينه۔

یعنی ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل، اور دین پر مدد دینے والی بیوی۔ [ابن جریر طبری]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إن للقلوب صدا كصدا النحاس وجلاؤه الاستغفار۔

یعنی دلوں کو بھی ایسے ہی زنگ پکڑ لیتا ہے جیسے تانبے کو؛ تو استغفار کے ذریعہ اس کو جلا بخشو۔ [بیہقی]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے اللہ رب العزت کا ارشاد نقل کرتے ہوئے فرمایا :

أنا عند ظن عبدي بي و أنا معه إذا ذكرني فإن ذكرني في نفسه ذكرته في نفسي، وإن ذكرني في ملأ ذكرته في ملأ خير منه .

یعنی میرا بندہ میرے متعلق جیسا گمان رکھتا ہے میں اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں۔ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ اپنے دل میں میرا ذکر (ذکر خفی) کرتا ہے تو میں بھی (اپنے شایانِ شان) خفیہ اس کا ذکر کرتا ہوں، اور اگر وہ جماعت میں میرا ذکر (ذکر جلی) کرے تو میں اس کی جماعت سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ [بخاری]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور یوں خطاب فرمایا: اے لوگو! اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو زمین پر سیر وسیاحت کرکے ذکر کی مجلسوں کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں؛ لہٰذا جنت کے باغوں سے تم کچھ چرلیا کرو۔

صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! جنت کے باغات کہاں ہیں؟۔ فرمایا: ذکر کی مجلسیں؛ تو (جب بھی موقع ملے) اللہ کے ذکر سے روحانی غذا حاصل کرلیا کرو۔ [بزار، حاکم]

حضرت ابو ہریرہ وابو سعید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

ما من قوم يذكرون الله إلا حفتهم الملائكة ونزلت عليهم السكينة، وذكرهم الله فيمن عنده .

یعنی جب بھی کچھ لوگ اکٹھا ہوکر اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو فرشتے انھیں ڈھانپ لیتے ہیں، اور رحمت انھیں آغوش میں لے لیتی ہے، اور ان پر سکینہ (سکون

وطمانیت) کا نزول ہوتا ہے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کا ذکر اپنی بارگاہ کے حاضرین میں فرماتا ہے۔ [مسلم، ترمذی]

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابۂ کرام کے ایک حلقۂ ذکر پر گذر ہوا، تو آپ نے دریافت فرمایا کہ کس چیز نے تمہیں یہاں بٹھا رکھا ہے؟۔

عرض کیا: یارسول اللہ! ہم یہاں بیٹھ کر اللہ کا ذکر اور اس کی حمد بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "دراصل ابھی جبرئیل امین میرے پاس آکر یہ کہہ گئے ہیں کہ (تمہاری یہ اَدا اللہ کو بڑی پسند آئی ہے اور) وہ فرشتوں کے درمیان تم پر فخر فرما رہا ہے۔ [مسلم، ترمذی]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اکثروا ذکر اللّٰہ حتّٰی یقولوا مجنون .

یعنی لوگو! تم ذکر کی اتنی کثرت کرو کہ لوگ تمہیں پاگل کہنے لگیں۔ [حاکم، بیہقی]

حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک روز سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے کہ سامنے موجود ایک خشک درخت کو حرکت دی تو اس کے پتے جھڑنے لگے، اس کے بعد فرمایا:

ان قول لاإله الا اللّٰه واللّٰه اکبر والحمد للّٰه وسبحان اللّٰه تحط الخطایا کما تحط ورق هذه الشجرة من الریح .

یعنی لا الہ الا اللہ واللہ اکبر والحمدللہ وسبحان اللہ کے پڑھنے سے گناہ ایسے ہی جھڑ جاتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے ہوا سے جھڑ جاتے ہیں۔

تو اے ابو ذر! اس کے پہلے کہ موت تمہارے اور اس کے درمیان حائل ہو جائے خود کو ان باقیاتِ صالحات سے آراستہ کر لو؛ کیوں کہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ہیں۔

حضرت ابوسلمہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو سننے کے بعد حضرت ابو درداء فرمایا کرتے تھے کہ اَب میں ایسا دیوانہ وار تکبیر و تہلیل اور تسبیح کروں گا کہ اگر کوئی جاہل مجھے دیکھ لے تو وہ مجھ پر پاگل ہونے کا گمان کرے۔ [ابن جریر طبری]

حضرت ابوالجوزا رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

أكثروا ذكر الله حتىٰ يقول المنافقون أنكم مراء ون .

یعنی تم اس کثرت سے اللہ کا ذکر کیا کرو کہ منافق تمہیں دیکھ کر کہیں کہ تم ریاکاری کررہے ہو۔ [بیہقی]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

إذا مررتم برياض الجنة فارتعوا، قالوا يارسول الله: وما رياض الجنة؟ قال: حلق الذكر .

یعنی جب تمہارا گزر جنت کے باغوں کے قریب سے ہوا کرے تو اس سے کچھ چُرلیا کرو۔ عرض کیا: یارسول اللہ! جنت کے وہ باغات ہیں کیا؟ فرمایا: ذکر کے حلقے۔ [بیہقی]

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

ما من قوم اجتمعوا يذكرون الله إلا ناداهم مناد من السماء قوموا مغفوراً لكم، قد بدلت سيئاتكم حسنات .

یعنی جب کچھ لوگ اکٹھا ہوکر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو آسمان سے ایک منادی پکار کر کہتا ہے کہ لوگو! جاؤ، تمہاری نہ صرف مغفرت ہوگئی ہے بلکہ اللہ نے تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔ [بیہقی]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بروز قیامت فرمائے گا: آج یہ مجمع محشر جان لے گا کہ اہل کرم کون لوگ ہیں۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! تو اہل کرم کون لوگ ہوں گے؟۔ فرمایا: مسجدوں میں ذکر کی مجلسیں سجانے والے۔ [بیہقی]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا تکثروا الکلام بغیر ذکر اللّٰہ تعالیٰ فإن کثرۃ الکلام بغیر ذکر اللّٰہ تعالیٰ قسوۃ للقلب وإن أبعد الناس من اللّٰہ ذو القلب القاسي .

یعنی ذکر اللہ کے علاوہ زیادہ باتیں نہ کیا کرو؛ کیوں کہ ذکر الٰہی کے بغیر زیادہ کلام کرنا دل کو سخت بنا دیتا ہے، اور اللہ سے سب سے زیادہ دور وہ شخص ہوتا ہے جس کا دل سخت (اور رحم ومروّت سے خالی) ہو۔

[ترمذی]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے افضل الایمان کی بابت معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

أن تحب للّٰہ وتبغض للّٰہ وتعمل لسانک في ذکر اللّٰہ .

یعنی صرف اللہ کے لیے محبت کرو، اور اللہ ہی کے لیے بغض رکھو، اور اپنی زبان کو اللہ کے ذکر سے تر رکھو۔

پوچھا: یا رسول اللہ! کیا اس کے علاوہ کچھ اور بھی؟۔ فرمایا:

وأن تحب للناس ما تحب لنفسک وتکرہ لھم ما تکرہ لنفسک .

یعنی لوگوں کے لیے بھی وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو۔ اور جو کچھ اپنے لیے ناپسند کرتے ہو وہ لوگوں کے لیے بھی ناپسند کرو۔ [احمد]

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک راز کی بات نہ بتادوں جسے انجام دے کر تم دنیا و آخرت کی بھلائیاں بٹور لو۔ (پھر آپ نے فرمایا:)

علیک بمجالس أهل الذکر وإذا خلوت فحرک لسانک ما استطعت بذکر اللّٰه، وأحب في اللّٰه وابغض في اللّٰه – یا أباذر هل شعرت أن الرجل إذا خرج من بیته زائرا لأخیه المسلم شیعه سبعون ألف ملک کلهم یصلون علیه ویقولون ربنا انه وصل فیک فصله، فإن استطعت أن تعمل جسدک في ذلک فافعل ـ

یعنی اہل ذکر کی مجلسوں میں بیٹھنا اپنے اوپر لازم کرلو۔ اور جب خلوت گزیں ہو تو حسب قدرت اپنی زبان کو ذکر الٰہی سے تر رکھو۔ صرف اللہ کے لیے محبت کرو، اور اللہ ہی کی خاطر بغض رکھو۔ اے ابوذر! کیا تمہیں پتا ہے کہ ایک آدمی جب (اللہ کے لیے) اپنے گھر سے نکل کر اپنے کسی مسلمان بھائی سے ملاقات کرنے جاتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ ہولیتے ہیں، اور سب کے سب اس کے حق میں دعائے رحمت کرتے ہیں اور یوں عرض کرتے ہیں کہ باری تعالیٰ! یہ صرف تیرے لیے رشتہ داری نبھا رہا ہے تو تو بھی اسے اپنی رحمت سے جوڑ دے۔ لہٰذا اگر تم اپنا بدن اس عمل خیر میں کھپا سکتے ہو تو کھپا دو۔ [اصبہانی، بیہقی، سیوطی]

حضرت زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن الا ذرع رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ ایک مرتبہ میرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلنے کا اتفاق ہوا، ہمارا گزر مسجد

میں بیٹھے ہوئے ایک ایسے شخص پر ہوا، جو بلند آواز سے (ذکر اللہ) کر رہا تھا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہونہ ہو یہ ریا کاری کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ (یادِ الٰہی اور ذکر مولا میں) مست و مگن ہے۔ [بیہقی]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مردے کی تدفین عمل میں آنے کے بعد فرمایا: اللہ تم پر رحم فرمائے، تم (یادِ الٰہی میں) مست مولا رہنے والے آدمی تھے۔ [ابن جریر طبری]

حضرت شعبہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص خانۂ کعبہ کے طواف کے دوران 'اوہ' کہے جا رہا تھا۔ چنانچہ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے اس کی شکایت بارگاہِ رسالت میں کی، تو آپ نے فرمایا: اُسے اس کی حالت پر چھوڑ دو وہ مست ملنگ ہے۔ [ابن جریر طبری]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (عبد اللہ بن نہم) ذوالبجادین کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وہ بہت آہیں بھرنے والا ہے، اور امر واقعہ یہ تھا کہ وہ ذکر اللہ بہت کیا کرتے تھے۔ [بیہقی]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص ذکر الٰہی کرتے وقت اپنی آواز بہت بلند کر دیا کرتا تھا؛ چنانچہ ایک شخص نے اس سے کہا کہ کتنا اچھا ہوتا اگر یہ اپنی آواز پست رکھتا۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے اپنی حالت پر چھوڑ دو، وہ مست دیوانہ ہے۔ [بیہقی]

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بارگاہِ رسالت میں موجود تھا جس وقت آپ نے یہ ارشاد فرمایا: اپنے ہاتھ اُٹھا کر لا الٰہ الا اللہ کہا کرو؛ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللّٰھم إنک بعثتني بهٰذه الكلمة، وأمرتني بها ووعلتني عليها الجنة إنک لا تخلف الميعاد .

یعنی اے اللہ! تو نے مجھے اس کلمہ کے ساتھ مبعوث فرمایا، اس کا حکم دیا، اور اس کے کہنے پر مجھ سے جنت کا وعدہ فرمایا، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا۔

پھر فرمایا: تمہیں مبارک ہو کہ اللہ نے یقیناً تمہارے گناہ بخش دیے ہیں۔[حاکم، سیوطی]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إن للّٰه سيارة من الملائكة يطلبون حلق الذكر، فإذا أتوا عليهم حفوا بهم فيقول اللّٰه تعالىٰ: أغشوهم برحمتي، فهم الجلساء لا يشقي بهم جليسهم.

یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کچھ سیر کرنے والے فرشتے ہیں جو ذکر کے حلقے تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ جب انھیں کوئی حلقہ مل جاتا ہے تو اسے اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان پر میری رحمت کا سائبان تان دو؛ کیوں کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کی صحبت میں بیٹھنے والا محروم نہیں جاتا۔ [بزار]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إن الشيطان واضع خُطمه على قلب ابن آدم فإن ذكر اللّٰه خنس وإن نسي إلتقم قلبه.

یعنی شیطان نے ابن آدم کے دل پر اپنی رسیاں ڈالے ہوئے ہے۔ اگر وہ اللہ کا ذکر کرے تو وہ بھاگ جاتا ہے، اور اگر وہ بھول جائے تو وہ اس کے دل میں داخل ہو جاتا ہے (اور یہی وسوسہ ڈالنے والا خناس ہے)۔ [ابو یعلی، بیہقی]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کون سے مجاہد کا ثواب زیادہ ہے؟۔ فرمایا:

ان میں سے جو اللہ کا ذکر زیادہ کرتا ہے۔

اس نے دوبارہ پوچھا: روزہ داروں میں سے کس کا ثواب زیادہ ہے؟۔فرمایا: ان میں سے جو اللہ کا ذکر زیادہ کرتا ہے۔ پھر اس شخص نے ایسا ہی سوال نماز، زکوۃ، حج اور صدقہ وغیرہ کے بارے میں کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کے جواب میں یہی فرماتے رہے: جو اللہ کا ذکر زیادہ کرتا ہے۔

حضرت ابو بکر نے عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے فرمایا: اے ابو حفص! اللہ کا ذکر کرنے والے تو ساری نیکیوں میں بازی مار لے گئے۔ یہ سن کر آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک (بالکل درست ہے)۔ [احمد، طبرانی]

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگو! کیا میں تمہیں تمہارے اعمال میں سے سب سے اچھا عمل نہ بتاؤں جو تمہارے مالک کے یہاں بڑا پاکیزہ ہے، تمہارے درجات میں سب سے بلند ہے، تمہارے سونے اور چاندی کی خیرات سے بھی افضل ہے، اور تمہارے دشمن کا سامنا کرنے یعنی جہاد سے بھی بہتر ہے در آنحالیکہ تم انھیں قتل کرو اور وہ تمہیں؟۔

عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ!، آپ نے فرمایا: وہ عمل 'اللہ کا ذکر' ہے۔ [حاکم، ابن ماجہ]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اَعرابی سے فرمایا جس نے مسجد میں پیشاب کر دیا تھا: یہ مسجد (اللہ کا گھر) ہے، یہ پیشاب پاخانے کے لیے نہیں بنائی گئیں، بلکہ ان کی تعمیر تو اللہ کے ذکر اور قرآن کی تلاوت کے لیے ہوئی ہے۔ [مسلم]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو لوگ نماز فجر کے بعد بیٹھ کر طلوع آفتاب تک ذکر الٰہی کرتے رہتے ہیں ان کے ساتھ بیٹھنا میرے نزدیک ساری دنیا سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ یوں ہی وہ لوگ جو نماز

عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں ان کی صحبت میں بیٹھنا میرے لیے دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔ [بیہقی، اصبہانی، سیوطی]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں یہ معمول تھا کہ فرض نمازوں کی اَدائیگی کے بعد جب لوگ مسجدوں سے چلے جاتے تو اُس میں ذکر کی آواز بلند ہوجایا کرتی تھی۔ [بخاری]

حضرت عبد الرحمٰن بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی :

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ . (سورۂ کہف:۲۸/۱۸)

اور تو اپنے آپ کو اُن لوگوں کی سنگت میں جمائے رکھ، جو صبح وشام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں اُس کی رضا کے طلب گار رہتے ہیں۔

تو آپ اسی وقت ایسے لوگوں کی تلاش میں نکلے؛ چنانچہ کچھ لوگوں کو ذکر اللہ میں پایا جن کے بال بکھرے ہوئے تھے، کھالیں خشک تھیں، بمشکل ایک ایک کپڑا انھیں حاصل تھا فوراً اُن کی مجلس میں بیٹھ گئے اور کہنے لگے :

الحمد لله الذي جعل في أمتي من أمرت ان أصبر نفسي معهم .

یعنی اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میری اُمت میں ایسے لوگ رکھے ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے کا مجھے حکم ہوا ہے۔ [ابن کثیر، ابن جریر، واحدی، طبرانی]

حضرت ثابت بنانی، عثمان بن مظعون، اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلمانِ فارسی رضی اللہ عنہ ایک جماعت کے ساتھ بیٹھ کر ذکر اللہ کر رہے تھے۔ اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہاں سے گذر ہوا تو وہ سب

خاموش ہو گئے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: تم لوگ کیا کہہ رہے تھے؟۔عرض کی: یا رسول اللہ! ہم اللہ کا ذکر 'اللہ اللہ' کہہ کے کر رہے تھے۔فرمایا: اسی لیے میں تمہارے سروں پر رحمت الٰہی کو اُترتے دیکھ رہا تھا؛ لہٰذا میں نے چاہا کہ ایسی مبارک مجلس میں خود بھی شریک ہو جاؤں۔اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ 'خدا کا شکر ہے کہ اس نے میری اُمت میں ایسے لوگ رکھے ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے کا مجھے حکم ہوا ہے'۔ [احمد]

حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ! اللہ تک پہنچنے کا مجھے قریب ترین راستہ بتادیں کہ جس میں عبادت تو آسان ہو؛ لیکن خدا کی نگاہ میں وہ گراں بہا ہو۔فرمایا: آہستہ اور بلند آواز سے ذکر الٰہی کو اپنے اوپر لازم کرلو۔

مولیٰ علی نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ ذکر تو ہر کوئی کرتا ہے، مجھے کوئی خاص عمل بتائیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: افضل عمل جو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاے کرام نے کیا وہ یہی لا الٰہ الا اللہ ہے۔اور اگر زمین و آسمان کو ایک پلڑے میں اور لا الٰہ الا اللہ کو دوسرے میں رکھا جائے تو یہ اُن سے باوزن ہوگا۔اور زمین پر اس وقت تک قیامت نہیں آسکتی جب تک ایک شخص بھی لا الٰہ الا اللہ کہنے والا اس پر موجود ہوگا۔

یہ فضیلت سن کر حضرت علی نے عرض کی: یا رسول اللہ! تو میں اس کا ذکر کس طرح کروں؟۔فرمایا: نگاہیں نیچے رکھو، اور مجھ سے تین مرتبہ لا الٰہ الا اللہ سن کر اسے تین مرتبہ دہراؤ۔پھر آپ نے تین مرتبہ بلند آواز سے یہ ذکر کیا۔ [طبرانی، بزار]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی یہ عادت بن گئی تھی کہ جب بھی وہ کسی صحابیِ رسول سے ملتے کہتے: آؤ ایک لمحے کے لیے اپنا ایمان تازہ کرلیں۔

چنانچہ اسی طرح ایک روز آپ نے یہ بات کسی شخص سے کہی تو وہ خاصا برہم ہوگیا اور سیدھے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر شکایت کرنے لگا کہ یا رسول اللہ! آپ دیکھتے نہیں کہ ابن رواحہ آپ کے ایمان سے پھر کر ایک لمحے کے ایمان کی طرف مائل ہوگیا ہے؟۔

یہ سن کر محسن کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ ابن رواحہ پر رحم فرمائے دراصل وہ ایسی مجلسوں کا شوقین ہے جن کو دیکھ کر فرشتوں کو بھی رشک آتا ہے۔ [احمد]

حضرت عبد اللہ بن عقبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتے تھے: اللہ اصحابِ رسول پر خصوصی رحمت فرمائے وہ ذکر اللہ کے وقت اس طرح جھومتے تھے جس طرح تیز ہوا میں ٹہنیاں جھوما کرتی ہیں۔ اور آنسوؤں کا یہ عالم تھا کہ اُن کے کپڑے تک بھیگ جایا کرتے تھے۔ [ابن حجر ہیثمی]

حضرت ابو اُراکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اِقتدا میں نمازِ صبح اَدا کی۔ سلام کے بعد آپ بیٹھے رہے، اور آپ پر حزن و کرب کے آثار نمایاں تھے، پھر جب سورج نیزہ برابر نکل آیا تو آپ نے دو رکعتیں اَدا فرمائیں، پھر اپنی داہنی طرف مڑے، اور ہم سے یوں مخاطب ہوئے :

> قسم بخدا! جو بات میں نے صحابۂ رسول علیہ السلام میں دیکھی وہ آج بالکل دیکھنے میں نہیں آتی۔ ان کی صبحیں غبار آلود بالوں اور خمار آلود آنکھوں کے ساتھ ہوتیں؛ کیوں کہ اُن کی راتیں اللہ کی یاد میں قیام و سجود کے مزے لوٹنے میں گزرتی تھیں۔ قرآن کریم کی وہ اس قدر تلاوت کرتے کہ قدم اور داڑھیں ستانے لگتیں۔ نیز جب وہ اللہ کا ذکر کرتے تو ایسے دیوانہ وار جھومتے جیسے تیز ہوا میں درخت کی ڈالیاں جھومتی ہیں۔ اور ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی ایسی برسات ہوتی کہ اُن کے کپڑے تر بتر ہو جاتے۔ [احمد، ابو نعیم، ابن عساکر]

تاجدارِ کائنات پر صلوٰۃ وسلام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مصطفےٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

من سره أن يكتال بالمكيال الأوفىٰ إذا صلىٰ علينا أهل البيت فليقل: اللّٰهم صل علىٰ محمد النبي و أزواجه أمهات المؤمنين وذريته و أهل بيته كما صليت علىٰ آل إبراهيم إنک حميد مجيد .

یعنی جو ہم اہل بیت پر درود بھیجنے کا پورا پورا ثواب پانے کا خواہش مند ہو تو اس کو چاہیے کہ یوں کہا کرے: **اللّٰهم صل علىٰ محمد النبي و أزواجه أمهات المؤمنين و ذريته و أهل بيته كما صليت علىٰ آل إبراهيم إنک حميد مجيد ـ** [ابوداؤد، نسائی]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

رغم أنف رجل ذكرت عنده فلم يصل علي .

یعنی اُس شخص کا ستیاناس ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا؛ مگر اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا۔ [ترمذی]

امام حسین حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

البخيل الذي من ذكرت عنده فلم يصل علي .

یعنی وہ شخص نرا بخیل ہے جس کے پاس میرا تذکرہ ہوا؛ مگر اس نے مجھ پر

درود نہ بھیجا۔ [احمد، ترمذی]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

أولى الناس بي يوم القيامة أكثرهم علي صلاة ۔

یعنی عرصۂ محشر میں مجھ سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جنھوں نے (دنیا میں) کثرت سے مجھ پر درود پڑھا ہوگا۔ [ترمذی، ابن حبان]

امام حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أكثروا الصلوٰة علي فإن صلاتكم علي مغفرة لذنوبكم ۔

یعنی مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجا کرو؛ کیوں کہ تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہارے اپنے گناہوں کی بخشش کا باعث ہوگا۔ [ابن عساکر]

امام حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

......وان أحدا لن يصلي علي إلا عرضت علي صلاته حتّٰى يفرغ منها ۔ ...... لا صلوٰة لمن لا يصلي على النبي ۔

......یعنی جب تک ایک شخص مجھ پر درود پڑھتا رہتا ہے وہ مجھ پر پیش ہوتا رہتا ہے۔......نیز اس کی نماز ہی نہیں جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ پڑھا۔ [ابن ماجہ]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

صلوا علي فإن صلاتكم تبلغني۔ ...... صلوا علي فإنها زكوٰة لكم۔

یعنی مجھ پر درود پڑھتے رہو؛ کیوں کہ تمہارا درود مجھ تک پہنچتا رہتا ہے۔......

مجھ پر درود بھیجتے رہو؛ کیوں کہ وہ تمہاری پاکیزگی اور ستھرائی کا سبب ہے۔

[احمد]

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار گرامی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

من لم يصل عليٰ محمد وعليٰ آل محمد في تشهده في صلاته فلا صلاة له ۔

یعنی جو شخص اپنی نماز میں محمد اور آل محمد (صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین) پر درود نہ بھیجے تو اس کی نماز ہی نہیں۔ [دیلمی]

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

أكثروا الصلوٰة علي يوم الجمعة فاني أبلغ و أسمع ۔

یعنی جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجو؛ کیوں کہ وہ مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے، اور میں اسے سنتا بھی ہوں۔ [شافعی، ابن ماجہ]

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

أكثروا الصلوٰة عليَّ يوم الجمعة فإنه مشهود يشهده الملائكة و إن أحدا لم يصل علي إلا عرضت علي صلاته حتىٰ يفرغ منها، قال قلت وبعد الموت؟ قال ان اللّٰه حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء، فنبي اللّٰه حيٌّ يرزق ۔

یعنی جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھا کرو؛ کیوں کہ اسے فرشتے میرے پاس پیش کرتے ہیں۔ جب تک آدمی پڑھتا رہتا ہے وہ پہنچاتے رہتے

ہیں۔ میں نے عرض کی: کیا وفات کے بعد بھی؟۔ آپ نے فرمایا: ہاں! وفات کے بعد بھی۔ اللہ تعالیٰ نے انبیا کے اَجسام کو مٹی پر حرام فرما دیا ہے۔ تو اللہ کے نبی زندہ رہتے ہیں، انھیں رزق دیا جاتا ہے۔ [ابن ماجہ، ابوداؤد، نسائی بالرِّیادۃ الاخیرۃ]

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں کثرت سے آپ پر درود بھیجتا ہوں، تو (یہ بتائیں کہ) میں آپ پر کتنا درود بھیجا کروں؟۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس قدر تم چاہو۔

انھوں نے عرض کیا: کیا میں اپنی دعا کا چوتھائی حصہ آپ پر درود بھیجنے کے لیے خاص کردوں؟۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جتنا تم چاہو؛ لیکن اگر اس میں اِضافہ کرلو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔

میں نے عرض کیا: (یا رسول اللہ!) آدھا حصہ خاص کردوں؟۔ فرمایا: جتنا چاہو؛ لیکن اگر تم اس میں اِضافہ کرلو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔

میں نے عرض کیا: (یا رسول اللہ!) دو تہائی کافی ہے؟۔ فرمایا: جتنا چاہو؛ لیکن اگر تم اس میں اِضافہ کرلو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔

میں نے عرض کیا: (یا رسول اللہ!) میں ساری دعا آپ پر درود بھیجنے کے لیے خاص کرتا ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر تو یہ درود ہی تمہارے تمام غموں (کو دور کرنے) کے لیے کافی ہوجائے گا اور (اسی کے باعث) تمہارے تمام گناہ معاف کردیے جائیں گے۔ [ترمذی]

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آدمی کی دعا زمین و آسمان کے درمیان لٹکی ہوتی ہے، اوپر چڑھتی ہی نہیں جب تک وہ اپنے نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ پڑھ لے۔ [ترمذی]

محفل نعت

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اِرشاد فرماتا ہے :

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○ (سورۂ یونس: ۱۰/۵۸)

فرما دیجیے: (یہ سب کچھ) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے باعث ہے (جو بعثتِ محمدی ﷺ کے ذریعے تم پر ہوا ہے) پس مسلمانوں کو چاہیے کہ اس پر خوشیاں منائیں، یہ اس (سارے مال و دولت) سے کہیں بہتر ہے جسے وہ جمع کرتے ہیں۔

حضرت عمرو بن شرید اپنے والد رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سوار ہوا، تو آپ نے فرمایا: تجھے اُمیہ بن ابی صلت کے اشعار میں سے کچھ آتے ہیں۔

میں نے عرض کی: جی ہاں! ۔فرمایا: سناؤ۔ چنانچہ میں نے ایک شعر سنایا۔ آپ نے فرمایا: اور سناؤ۔ پھر میں نے ایک اور شعر سنایا۔ آپ نے فرمایا: مزید سناؤ؛ یہاں تک کہ میں نے سو شعر سنائے۔ [مسلم]

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ محسن کائنات معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسان بن ثابت کے لیے مسجد نبوی میں منبر لگواتے، جس پر حضرت حسان کھڑے ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت وثنا، یا آپ کا دفاع کرتے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہو ہو کر فرماتے: 'اے اللہ! حسان جب تک تیرے رسول کا قصیدہ پڑھتا رہے یا تیرے نبی کا دفاع کرتا رہے تو روح القدس کے ذریعہ اس کی تائید و نصرت فرما۔ [بخاری]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک بڑا خوش آواز حدی خواں تھا جسے تاریخ 'انجشہ' کے نام سے جانتی ہے۔ جب کبھی وہ تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں ہوتے اور حدی خوانی کرتے تو آپ ان سے فرماتے: اے انجشہ! ذرا آہستہ اور کم سُری کے ساتھ، اِن شیشیوں کو نہ توڑ دینا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ شیشیوں سے آپ کی مراد 'عورتوں کا ضعف' تھا۔ [متفق علیہ]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ دو انصاری لڑکیاں دف بجا بجا کر یوم بعاث کا واقعہ -جو انصار نے نظم کیا تھا- گا رہی تھیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سر مبارک کو ایک چادر سے ڈھانپ رکھا تھا۔

پھر جس وقت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو جھڑکا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا کپڑا ہٹا کر فرمایا: اے ابوبکر! ان کو چھوڑ دے، یہ عید کے اَیام ہیں۔ -اور دوسری روایت میں یوں ہے- اے ابوبکر! ہر قوم کے لیے عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید اور خوشی کا دن ہے۔ [بخاری، مسلم]

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب میری رخصتی ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بستر پر آ کر اس طرح بیٹھ گئے جیسے تو میرے پاس بیٹھا ہے، اور چھوٹی چھوٹی لڑکیاں دف بجا بجا کر شہدائے بدر کا مرثیہ گانے لگیں۔

پھر ان میں ایک اچانک یوں پڑھنے لگی: 'ہم میں ایک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو کل کا حال جانتے ہیں کہ کل کو کیا ہوگا' تو آپ نے فرمایا: اس شعر کو چھوڑ دو اور جو پہلے کہہ رہی تھیں وہی کہے جاؤ۔ [بخاری]

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے ایک یتیم لڑکی کو ایک انصاری شخص کے ساتھ بیاہ دیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

اے عائشہ! تمہارے پاس سرور (بچیوں کا گانا) کیا تھا؟ کیوں کہ انصار کو سرور اچھا معلوم ہوتا ہے۔ [بخاری، ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ]

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور گرامی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أعلنوا هذا النكاح واجعلوه في المساجد واضربوا عليه بالدف۔

یعنی نکاح کا اِعلان و اظہار کیا کرو، اِسے مسجدوں میں انجام دو، اور (خوشی کے) اس موقع پر دف بجایا کرو۔ [ترمذی]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے مروی ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أعلنوا هذا النكاح واضربوا عليه بالغربال۔

یعنی نکاح کا اِعلان کیا کرو، اور اس موقع پر دف بجایا کرو۔ [ابن ماجہ]

حضرت محمد بن حاطب جمحی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فصل ما بين الحلال والحرام الصوت والدف في النكاح

یعنی نکاح میں حلال اور حرام کی تمیز آواز اور ڈھول سے ہوتی ہے۔ [احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے اپنی ایک قرابت دار انصاریہ کی شادی کرائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا: تم نے دلہن کو روانہ کر دیا؟۔ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں!۔

فرمایا: اس کے ساتھ کسی (بچی) کو بھیجا جو گیت گائے؟۔ عائشہ نے عرض کیا: نہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انصاری گیت گانے کو پسند کرتے ہیں، اگر تم ان کے ساتھ کوئی بھیج دیتے جو یہ کہتیں:

أتيناكم أتيناكم ☆ فحيّانا وحيّاكم

یعنی ہم تمہارے پاس آئی ہیں، ہم تمہارے پاس آئی ہیں، اللہ ہمیں بھی خوش رکھے اور تمہیں بھی خوش رکھے۔ [ابن ماجہ]

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک شادی میں گیا جہاں حضرات قرظہ بن کعب اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے اتفاق سے اس جگہ چھوٹی لڑکیاں گانا گا رہی تھیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ دونوں بدری صحابی ہیں، اور آپ کے سامنے یہ کام ہو رہا ہے؟۔

وہ دونوں حضرات فرمانے لگے، تمہارا دل چاہے تو ہمارے ساتھ سن لو؛ ورنہ تم یہاں سے چلے جاؤ؛ کیوں کہ ہمارے واسطے شادی کے موقع پر کھیلنے کی گنجائش دے دی گئی ہے؛ کیوں کہ شادی ایک خوشی ہے اس میں جائز کھیل تفریح کی اجازت ہے۔ [نسائی]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے، پورا مدینہ روشنی میں ڈوب گیا، اور دو پردہ پوش لڑکیاں لب بام آ کر یہ گانے لگیں:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَينَا ☆ مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَينَا ☆ مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ

یعنی ہم پر 'وداع' کی گھاٹیوں سے چودھویں کا چاند (چہرۂ والضحیٰ) طلوع ہو گیا۔ اور ہم پر اس وقت تک شکر واجب ہے جب تک کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والا دعوت دیتا رہے۔ [بیہقی، قسطلانی]

ایک دوسری روایت میں حضرات انس و حامر بن نہیرہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یوں آیا ہے کہ بنی نجار کی بچیاں دف بجاتے ہوئے باہر نکل آئیں اور ان کی زبان پر یہ نغمہ جاری تھا :

نحن جوار من بني النجار

یاحبذا بمحمد من جار

یعنی ہم بنو نجار کی بچیاں ہیں، کیا خوش بختی ہے ہماری کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہمسایہ اور پڑوسی ہیں۔

یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کیا تم یہ میری محبت میں کر رہی ہو؟ بولیں: ہاں، یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا: اللہ گواہ ہے کہ میرے دل میں بھی تمہارے لیے بہت محبت ہے۔ [ابن ماجہ، قسطلانی]

حضرت حامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ہم مدینہ منورہ کے قریب ہوئے، انصار تین گھوڑوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِستقبال میں پہنچے، اور عرض کی: یا رسول اللہ! اِن پر آپ اور آپ کے دونوں رفیقانِ سفر سکون واطمینان کے ساتھ سوار ہو جائیں ......۔ [حاکم، ابن ماجہ، قسطلانی]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کے اندر داخل ہوئے بنو نجار کے لوگ تلواروں سے مسلح ہو کر آئے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق کے ارد گرد (حفاظت وحصول برکت کی غرض سے) چکر کاٹنے لگے، اور مدینہ منورہ کی گلی کوچوں سے گزار کر اندرونِ مدینہ پہنچے۔ راستے میں وہ لوگ یوں نعرے لگا رہے تھے: یا محمّد، یا رسولَ اللّٰہ، یا محمّد، یا حبیبَ اللّٰہ ۔ [ابن ماجہ، قسطلانی]

(اس سے جلوسِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت بھی فراہم ہوتا ہے۔)

[یہاں پہنچ کر کتاب اپنے اختتام کو پہنچی۔ دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی اسے اپنے کریمانہ قبول سے سرفراز فرمائے، اور مولف ومترجم دونوں کے لیے زادِ آخرت بنائے۔ آمین بجرمۃ رحمۃ للعالمین، وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین] -چریاکوٹی-